النصرت

لجنہ اماء اللہ یوکے کا ادبی، تعلیمی اور تربیتی رسالہ

2023-2024 Issue 1

مرد اور عورت میں مساوات

اسلام میں عورتوں کے حقوق اور ذمہ داریاں

قَدۡ جَآءَ الدِّیۡنُ مِنَ النُّصۡرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوۡدُ مِنَ النُّصۡرَۃِ

دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اور اب دوبارہ بھی وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔

(تذکرہ۔ ایڈیشن 2023۔ الہام مورخہ 3/اکتوبر 1904۔ صفحہ نمبر 486)

عہد نامہ لجنہ اماء اللہ

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔
لاشریک ہے۔ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔ ان شاء اللہ

النصرت اردو ٹیم

زیر نگرانی
ڈاکٹر قرۃ العین صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ)
لبنیٰ سہیل صاحبہ (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ)

مجلس ادارت
قانتہ راشد صاحبہ، نصیرہ نور صاحبہ
فریدہ بشارت صاحبہ، سائحہ معاذ صاحبہ

مدیرہ
صدیقہ سلطانہ

نائب مدیرہ
عاصمہ بدر، ستارہ جمیل

ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ
صفیہ بشیر سامی، حانیہ سعید، حبہ باقی، تسنیم رضی

ڈیزائن
وردہ سہیل

اس شمارہ میں تصاویر الاسلام ویب سائٹ اور کینوا پرو سے لی گئی ہیں۔

فہرست مضامین

1	قال اللہ، قال الرّسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	01
2	کلام الامام۔امام الکلام	02
3	اداریہ	03
4	حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2021	04
5	منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام از درثمین۔ سرائے خام	15
6	اسلام نے عورت کو کیا دیا؟ (عائشہ عادل۔Colliers Wood)	16
7	پردہ۔قید ہے یا آزادی؟ (ستارہ جمیل۔Farnham)	20
8	احمدی عورتوں کی ذمّہ داریاں (مریم مدثّر۔Oxford)	24
9	مرد اور عورت میں مساوات۔ایک بحث اور موازنہ(فائزہ صائم۔Newcastle)	27
10	فرشتوں سے ملاقات (حانیہ سعید۔Hounslow North)	30
11	سِیرُوافِی الاَرضِ۔دبئی کی سیر اور دلکش یادیں(کاشفہ بدر۔Cheam)	33
12	جاننا اچھا ہے!(امتہ الحی خالد۔Scunthorpe)	36
13	نظم۔جو نکلے باوفا۔(شبرہ مریم خان۔Hounslow North)	38
14	مسکرانا چاہیے!(حبہ باقی۔Reading)	39
15	بوجھو تو جانیں!	40
16	یہ کتاب بھی پڑھیں۔	41
17	اس شمارہ میں استعمال شدہ مشکل الفاظ کے معانی۔	42
18	لجنہ کیلنڈر	43
19	اعلانات	44

قال اللہ

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا۔ (سورۃ النساء:125)

اور مَردوں میں سے یا عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجالائے اور وہ مومن ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے اور وہ کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

قال الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ

اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم اکیلی سوار عورت کو دیکھ لو گے کہ وہ حیرہ سے چل کر آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی۔ سوا اللہ کے کسی سے نہ ڈرے گی۔

(صحیح بخاری جلد 7 کتاب المناقب حدیث نمبر 3595، صفحہ نمبر 95)

کلام الامام۔ امام الکلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرمادیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ بیچاریوں کو پاؤں کی جُوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کردیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 3 ایڈیشن 1988 صفحہ نمبر 300)

اداریہ

میری پیاری بہنو!

لجنہ اماءاللہ کی نئ صدی کا پہلا النصرت رسالہ پیشِ خدمت ہے۔ یہ وقت جہاں ہمارے لئے گذشتہ کامیابیوں پر خوشی کا باعث بناہے وہیں ہمیں ہماری ذمّہ داریوں کی طرف پہلے سے بھی بڑھ کر توجہ دلا رہاہے۔ جو روشن مشعل پہلی صدی نے ان تھک محنت اور قربانیاں کر کے ہمیں تھمائی ہے، اس کی روشنی کو کبھی کم نہ ہونے دینا اور اِسی طرح، بلکہ اِس سے بڑھ کر روشن مشعل اگلی صدی کے حوالے کرنا اب ہمارا کام ہے۔ اس شمارے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے۔ نئ صدی کے اس پہلے قدم پر اُن بنیادی حقوق کی بات کی گئی ہے جو اسلام نے عورتوں اور مَردوں کے درمیان مساوی رکھے ہیں۔ ان حقوق کی یاد دہانی کے بعد پھر کچھ فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔

معزز قارئین کے لیے ایک نیا سلسلہ "فرشتوں سے ملاقات" شروع کیا جارہاہے۔ ہم اکثر جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں تو پہلے سے بڑھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں ۔ اس وقت خوب گریہ وزاری کا موقع ملتا ہے۔ پھر پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے رجوع برحمت ہوتا ہے اور ہمیں اس پریشانی یا مسئلہ سے نجات مل جاتی ہے۔ بعض اوقات کوئی ہماری مدد کو آجاتا ہے، جسکے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ غیبی مدد ہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت سے یہی اُمید تھی کہ "میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔" (ملفوظات جلد 2 ایڈیشن 2022 صفحہ نمبر 523)
اگر آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے تو ہمیں لکھ بھیجیں، جو دوسری بہنوں کے لیے بھی ازدیادِ ایمان کا باعث ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

دوسرا نیا سلسلہ قرآن پاک کا حکم "سِیرُو افِی الاَرض" ہے۔ اگر آپ نے کسی جگہ کی سیر کر کے لطف اُٹھایا ہو، اس سفر کے دوران کسی مشکل کا سامنا بھی کرنا پڑا ہو، کوئی بس، ریل گاڑی یا جہاز چھوٹتے چھوٹتے پکڑ لیا ہو، یا پھر کوئی نئ بات ہی پتہ چلی ہو تو اپنے سفر کی داستان ہمیں لکھیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کا سفر نامہ پڑھ کر کوئی اور بھی ربِّ کائنات کے اس حکم کی بجاآوری کی طرف متوجہ ہو، اور آپ کی سیر نہ صرف آپ کے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی ثواب کا ذریعہ بن جائے۔
اگلے شمارے تک اجازت دیں۔

آپ سب کے پیارے رسالے النصرت کی مدیرہ
صدیقہ سلطانہ
(لکھنے کا پتہ: secishaat@lajnauk.org)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب

برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2021

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔اَمَّا بَعْدُ فَا عُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج کل روشن خیالی کے نام پر آزادئ اظہار و عمل کا ایسا تصور پیدا ہو گیا ہے جو روشن خیالی کم اور اندھیروں کی طرف لے جانے والی زیادہ ہے۔ ایسا تصور ہے جو مصنوعی اور سطحی ہے۔ جس کے فوائد اور نقصان کا موازنہ کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی گئی۔ اس نام نہاد آزادی اور روشن خیالی کے بعض پہلوؤں کے فوائد کی بجائے نقصان زیادہ ہیں۔ یہ دیکھا ہی نہیں جا رہا کہ روشن خیالی اور آزادئ اظہار و عمل کے نام پر ہم اپنی نسل کے مستقبل داؤ پر لگا کر خود بھی اندھیروں کی گھاٹیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اپنی نسل کو بھی اس میں دھکیلنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

اس نام نہاد آزادی کو سوشل میڈیا کے ذریعہ سے آج کل اس قدر Exploit کیا جا رہا ہے، اس کی تشہیر کی جا رہی ہے، غلط رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ہی ختم ہو گئی ہیں کہ ہم کس تباہی کو آواز دے رہے ہیں۔ بہر حال دنیا دار جب دنیاوی نظر سے دیکھتے ہوئے چاہے نیک نیتی سے ہی سہی، اول تو نیک نیتی بہت کم ہوتی ہے، ایک برائی کو ختم کرنا چاہتے ہیں یا اس سے بچنا چاہتے ہیں تو دوسری برائی میں گرفتار ہو جاتے ہیں کیونکہ روحانی آنکھ ان کی بند ہوتی ہے۔ اور پھر آج کل دنیاداری نے اور دین سے دوری نے اس حد تک دین سے متنفر کر دیا ہے کہ یہ لوگ دین کی نظر سے دیکھنا بھی نہیں چاہتے اور اسلام کے خلاف تو عام طور پر سخت تنقید کی جاتی ہے اور اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور اس کی تعلیم کو پرانی، دقیانوسی تعلیم کا نام دیا جاتا ہے جس کا آج کل کی ترقی یافتہ دنیا میں کوئی مقام نہیں ہے، یہ کہا جاتا ہے اسلام کے بارے میں۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ایسی تعلیم دیتا ہے جو ہر ایک کے حقوق بتاتی ہے، آزادئ اظہار و عمل کا بھی پتہ دیتی ہے اور ہر ایک کی حدود اور قیود کا بھی ذکر کرتی ہے اور اس کو اعتدال پر رکھنے کے لیے ہدایت بھی دیتی ہے۔

2019ء کے جلسہ کی آخری تقریر میں مَیں نے اسلام میں مختلف طبقوں کے حقوق کا ذکر کیا تھا اور یہ ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ کس طرح اسلام

حقوق دیتا ہے۔ کچھ کی ان شاء اللہ آئندہ بھی نشاندہی کروں گا لیکن اس وقت میں یہاں عورتوں کے حوالے سے کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ عموماً اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام عورت کو آزادی نہیں دیتا۔ لیکن یہ اسلام کی تعلیم سے لاعلمی یا اعتراض برائے اعتراض ہے۔

اسلام کی خوبصورت تعلیم کا بنیادی اصول

یہ ہے کہ صرف حقوق لینے پر زور نہ دو بلکہ اگر معاشرے میں امن اور سکون کی فضا پیدا کرنی ہے تو حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کرو اور ہر ایک کے ذمہ جو فرائض ہیں ان کو ادا کرنے کو بھی اہمیت دو۔ تبھی حقیقی امن اور سلامتی کی فضا قائم ہو سکتی ہے جو اگر ہر طبقہ کے حقوق، اختیارات کو واضح کرتی ہے تو ان کی ذمہ داریوں کی بھی بات کرتی ہے۔ عورت کو صرف یہ نہیں کہتی کہ تم اپنے حقوق حاصل کرو بلکہ اپنے مقام کو سمجھنے اور غلط چیزوں سے بچنے کے لیے بھی ہوشیار کرتی ہے۔ پس یہ وہ سموئی ہوئی تعلیم ہے جو حقیقت میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے اور آزادیٔ عمل و اظہار کی ضامن ہے۔ پس اس تعلیم کا نہ کوئی اَور دینی تعلیم مقابلہ کر سکتی ہے نہ ہی کوئی دنیاوی تعلیم اور قانون مقابلہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس وقت میں ان باتوں کے بارے میں عورتوں کے حوالے سے بات کروں گا جو اسلام میں عورت کے مقام کو ظاہر کرتی ہیں اور ان کے حقوق کا پتہ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار جگہ

عورتوں کے بارے میں احکامات

دیے ہیں اور پھر ان کا عملی اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہمیں ملتا ہے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عزت قائم فرمائی اور پھر اس زمانے میں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں عورت کی عزت اور اس کا احترام پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور جب ہم ان باتوں کو دیکھتے ہیں جو عورت کے متعلقہ حقوق کے بارے میں قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور ارشادات سے ان کی وضاحت ہوئی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے اور اس کی روشنی میں خلفاء نے بھی مختلف اوقات میں بیان کیے تو پھر اس کی کوئی وجہ نہیں رہتی کہ کسی احمدی عورت کے دل میں مذہب کے مخالف لوگوں کی باتیں سن کر یہ خیال گزرے کہ اسلام میں نعوذ باللہ عورت کے حقوق کا خیال نہیں رکھا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ کوثر کی تفسیر میں عورتوں کے جو حقوق اسلام نے دیے ہیں وہ بیان کیے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں یہ واضح کیا کہ جو حقوق عورت کے قرآن کریم نے قائم فرمائے ہیں اس سے پہلے کسی شریعت میں نہیں تھے بلکہ کہنا چاہیے کہ کسی دنیاوی قانون میں بھی نہیں تھے اور قرآن کریم عورت کا حق صرف تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ ان پر اس قدر زور ہے کہ اس حوالے سے علوم کا ایک دروازہ کھل گیا ہے۔ نئی نئی باتیں پتہ لگتی ہیں۔ عورت مرد کے نکاح کے موقع پر، جب ایک لڑکی اور لڑکے کا نکاح ہوتا ہے جو آیات پڑھی جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایسی آیات منتخب فرمائی ہیں جن میں عورت کے حقوق کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء:2)

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رحموں کے تقاضے کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

پس یہ واضح فرمادیا کہ

مرد اور عورت نفسِ واحدہ سے پیدا ہوئے ہیں

یعنی ایک ہی جنس سے ہیں گو مختلف صنف ہیں۔ ایک مرد ہے ایک عورت ہے لیکن جنس ایک ہے۔ وہ ایک ہی قسم کا دماغ لے کر آئے ہیں۔ دونوں کے ایک ہی قسم کے احساسات ہیں۔ مرد میں دماغ ہے، اگر کسی کام کرنے کی صلاحیت ہے تو عورت میں بھی ہے۔ مرد کے احساسات ہیں تو عورت میں بھی ہیں۔ دونوں ایک ہی طرح کے جذبات رکھتے ہیں۔ جذبات مرد کے اگر ہیں تو عورت کے بھی جذبات ہیں۔ نکاح کے شروع میں ہی بتادیا کہ عورت کے حقوق کی کیا اہمیت ہے، مردوں کو اس بات کی طرف توجہ دلا دی کہ تم یہ نہ سمجھو کہ عورت کا دماغ نہیں ہے اور تم جس طرح چاہو اس پر حکومت کر سکتے ہو۔ عورت جذبات بھی رکھتی ہے، اس کا دماغ بھی ہے، احساسات بھی رکھتی ہے اس لیے اسے اپنے جیسا سمجھو اور اسے کم اور ذلیل نہ سمجھو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ بعض اہم امور میں عورتوں سے بھی مشورہ لے لینا چاہیے۔ آپؐ خود بھی عورتوں سے مشورہ لیا کرتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت عمرؓ کی اہلیہ نے آپؓ کو کسی بات پر کوئی مشورہ دیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم کون ہوتی ہو بیچ میں بولنے والی؟ وہ سن رہی تھیں، وہاں بیٹھی ہوئی تھیں، مشورہ دے دیا۔ تو ان کی اہلیہ نے جواب دیا کہ جاؤ جاؤ وہ دن گئے جب ہمارا کوئی حق نہیں تھا۔ مجھ پہ رعب نہ ڈالو۔ اب وہ دن چلے گئے۔ اب تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں سے مشورہ لیتے ہیں۔ تم کون ہو جو مجھے روکو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق پر اتنا زور دیا کہ عورتوں کو بھی احساس پیدا ہو گیا کہ وہ مردوں سے کم نہیں ہیں۔

حضرت عمرؓ کے زمانے کے بعض واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپؓ اگر کوئی حکم دیتے تو بعض دفعہ عورتیں صاف صاف کہہ دیتیں کہ یہ حکم آپؓ کس طرح دے سکتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس طرح فرمایا ہے۔ جو آپؓ بات کر رہے ہیں اس کے الٹ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ بہر حال قطع نظر اس کے کہ عورتوں کے یہ جواب صحیح تھے یا غلط، وہ صحیح سمجھیں یا حضرت عمرؓ صحیح سمجھ کر تشریح فرما رہے تھے لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو اجتماعی معاملات میں رائے دینے کا حق اسلام نے دیا ہوا ہے اور اس پر اتنا زور ہے کہ اس کی مثال کسی اور دین میں نہیں ملتی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 301-302)

یہاں یہ بھی واضح ہو کہ وہ عورتیں دین کا علم حاصل کرنے میں بھی شوق رکھتی تھیں اور علم حاصل کرتی بھی تھیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات کرتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے۔ پس احمدی عورتوں کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے کہ نہ صرف حقوق لینے کی باتیں کریں بلکہ دینی علم سیکھنے اور اس میں بڑھنے کی بھی کوشش کریں اور اپنے بچوں کی بھی اس نہج پر تربیت کریں۔ صرف دنیاوی علم کے حصول کے لیے ہی زیادہ زور نہ دیتی رہیں۔ قرآن کریم اور دین کا علم ہی ہے جو آج کل کے اعتراض کرنے والوں اور دین کا استہزا کرنے والوں کے جواب دینے کے قابل آپ کو بنائے گا۔ یاد رکھیں یہ دجال کی چال ہے کہ نوجوان نسل کو آزادی کے نام پر اور عورتوں کو ان کے حقوق کے نام پر دین سے دور لے جاؤ اور آئندہ نسلیں اسلام کی تعلیم سے متنفر ہو جائیں یا یہ آواز اٹھانے لگ جائیں کہ اسلام کی تعلیم کو بھی نئے زمانے کے مطابق ہونا چاہیے اور ان کے حقوق کا پاس ہونا چاہیے۔ دین سے دور لے جانے والے لوگ ہمدرد بن کر ہی دین سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہمیشہ یاد رکھیں۔ پس ہوشیار رہنا چاہیے اور ان شیطانی حملوں سے بچنے کے لیے بلکہ ان کے اعتراض ان پر الٹانے کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں نہ یہ کہ متاثر ہو جائیں۔ ان لوگوں کو بتائیں کہ تم کیا اعتراض کرتے ہو اسلام پر۔ اسلام تو عورت کو جو تحفظ اور آزادی دیتا ہے وہ نہ کسی مذہب میں ہے نہ ہی دنیاوی قاعدے اور قانون میں ہے۔ اور جس کو تم آزادی کا نام دیتے ہو وہ عورت کے تقدس اور حیا کو ختم کرنے والی ہے بلکہ ان دنیاداروں میں سے بھی بعض لکھنے والوں نے یہ لکھا ہے کہ مرد جو عورت کی آزادی اور حقوق کا شور مچاتے ہیں یہ ان کے اپنے مفاد اور اپنے غلط جذبات کی تسکین کے لیے ہے۔ ان کو عورت سے کوئی ہمدردی نہیں۔ کئی کالمسٹ نے اخباروں میں یہ لکھا ہے بلکہ ایک نے تو کھل کے لکھا ہے۔ پس یہ ان کے جذبات کی تسکین کے لیے ہے نہ کہ عورت کو کچھ دینے کے لیے۔ عورت کے مفاد کے لیے باتیں نہیں کرتے بلکہ اپنے مفاد کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ پس بہت ہوشیار ہونے کی ضرورت ہے۔

احمدی عورت خوش قسمت ہے کہ اس نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے

جنہوں نے ہمیں ہر معاملے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نکھار کر دکھا دیا۔ عورتوں کے حقوق کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرمادیا کہ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (البقرة:229)

کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔“ فرمایا کہ ”بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بے چاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔“ اس طرح جس طرح کہ گویا کسی کو زندہ دفنا دیا۔ ”چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔“ فرمایا ”انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔“ فرمایا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ

کہ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 417-418)

پس بڑی وضاحت سے اس ارشاد میں فرمادیا کہ حقوق کے لحاظ سے، دونوں کے حقوق ایک جیسے ہیں۔ یہ کتنی بڑی بات آپؑ نے عورت کے حق میں فرمائی ہے کہ اگر مرد کے تعلقات عورت کے ساتھ صحیح نہیں ہیں تو پھر خدا تعالیٰ سے صلح بھی ممکن نہیں ہے۔ پس مرد تو مجبور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے بھی عورت کے حق ادا کرے۔ جو پہلے میں نے آیت پیش کی تھی اس میں بھی یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

عورت اور مرد دماغ، جذبات، احساسات اور حقوق کے لحاظ سے برابر ہیں

اور نکاح کے موقع پر خطبہ نکاح کے شروع میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے اور یہ پڑھ کر مرد کے ذہن کو بھی صاف کر دیا کہ اگر تمہارے دل میں کوئی بڑائی ہے تو اسے نکال دو اور عورت کو بھی تسلی دلا دی کہ تمہارے حقوق کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر کوئی اس طرح حقوق ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آتا ہے جس سے مومن کو ہمیشہ خوفزدہ رہنا چاہیے۔ جس کا ایمان ہی کمزور ہے یا مومن نہیں اس کی تو بات اور ہے۔ اگر کوئی حقیقی مومن ہے تو پھر اس کو بہر حال خوفزدہ رہنا چاہیے۔ ایک حقیقی دوست کا رشتہ بڑا مضبوط رشتہ ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس طرح کا رشتہ پیدا کرو۔ اس آزاد معاشرے میں کہنے کو تو دوستی کر کے ایک دوسرے کو سمجھ کر رشتے ہوتے ہیں۔ شادی کے شروع میں لڑکا لڑکی مرد عورت دوستی کرتے ہیں، کہتے ہیں ہم بڑے اچھے دوست ہیں اور آخر اس دوستی کا نتیجہ یہاں نکلتا ہے کہ رشتے بھی ہو جاتے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد اکثریت کی یہ دوستی ختم ہو جاتی ہے اور پھر علیحدگی تک نوبت آجاتی ہے۔ پس یہ کہنا بھی غلط ہے کہ پسند کی شادی اور پہلے سے تعلق بنا کر کی جانے والی شادی دیرپا ہے۔ ان کا اپنا اعداد و شمار جو ہے یہاں کا ڈیٹا جو ہے وہ اس کی نفی کرتا ہے کہ جو آپس کی Understanding سے رشتے ہوئے ہیں وہ زیادہ ٹوٹتے ہیں۔ اگر انسان حقیقی مومن اور مومنہ ہے جو ایک دوسرے کو شروع میں نہ جانتے ہوں تب بھی خدا تعالیٰ کی خاطر اس رشتہ کو دونوں ایسا نبھاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہو۔ تاہم یہ بات بھی واضح ہو کہ یہ ضروری نہیں کہ ماں باپ کے کہنے پر لڑکی ضرور رشتہ کر لے۔

اسلام عورت کو یہ حق دیتا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی۔

اگر اسلام سے پہلے کی تاریخ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ والدین جہاں چاہتے عورت کی شادی کر دیتے۔ بلکہ اب بھی بعض غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ماں باپ اپنی مرضی سے شادی کرنے پر لڑکی پر زور ڈالتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو یہاں ترقی یافتہ ممالک میں آکر بھی اس قسم کی جاہلانہ حرکتیں کرتے ہیں کہ ہماری مرضی سے، ہماری برادری میں اور ہمارے خاندان میں ہی شادی ہو گی، نہیں تو لڑکی کو بڑی سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ اصل طریقہ تو یہ ہے کہ ماں باپ صرف دعا کر کے اپنی پسند کا اظہار کریں لیکن زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مسلمان یہ کرتے ہیں تو واضح ہو یہ ان لوگوں کا قصور ہے جو اپنی مرضی ٹھونستے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کا تو کوئی قصور نہیں۔ اسلام نے تو یہاں تک کہا ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف اگر کوئی شادی ہو تو وہ باطل ہے، غلط ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا حق ہے جو قرآن کریم نے اور اسلام نے عورت کو دیا ہے جس کا اس سے پہلے تصور بھی نہیں تھا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 302)

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خاوند اور بیوی کا رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جس میں وہ ایک دوسرے کے رازدار بھی ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے

مرد کی بہت سی باتوں کی عورت گواہ ہوتی ہے۔

پھر عورت بڑی گہری نظر سے اپنے خاوند کو دیکھتی ہے کہ اس میں کیا خوبیاں ہیں اور کیا خامیاں ہیں۔ اور اگر مرد اپنے فرائض اور حقوق جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیے ہیں وہ ادا نہیں کر رہا جو بیوی کے حقوق ہیں انہیں اسلامی تعلیم کے مطابق ادا نہیں کر رہا تو ایک دن بیوی پھر اس کے سامنے کھڑی ہو سکتی ہے اور ایسے بگڑے ہوئے خاوند کو کہہ سکتی ہے اور کہے گی اور وہ اس کا حق رکھتی ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرو پھر مجھے سمجھانا۔ پس عموماً گھروں میں جھگڑوں کی بنیاد بھی یہیں سے پڑتی ہے۔ جب مرد جابر حاکم کی طرح اپنے گھر کو چلانا چاہتا ہے اور حقوق ادا نہیں کرتا تو اسے بیوی کے اعتراضوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ پس عورت کے ایک بیوی کے حق کو قائم کرنے کے لیے اور گھر میں امن کی فضا پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سنہرا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہتر وہی ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے۔ کتنے بڑے حق ہیں جو عورت کو دیے۔ پھر

اسلام نے عورت کو الگ گھر کا حق دیا ہے۔

اس پہ بھی بعض لوگ سوال کرتے ہیں۔ آج کے معاشرے میں خاص طور پر ایشین یا پاکستانی یا ہندوستانی معاشرے میں اس بات پر جھگڑے ہوتے ہیں کہ ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے بیوی کی اپنے سسرال سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر اَن بن رہتی ہے جو بڑھتے بڑھتے پھر خاوند بیوی کے جھگڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور علیحدگی تک پہنچا دیتی ہے۔ تو بیوی کو یہ حق ہے کہ وہ علیحدہ گھر کی خواہش کرے اور انتہائی مجبوری کے علاوہ مردوں کو یہ کہا گیا ہے کہ اس خواہش کو پورا کرنا چاہیے۔ لڑکی کو مجبور نہیں کرنا چاہیے کہ وہ ضرور سسرال میں رہے۔ اگر وسائل ایسے ہیں تو پھر علیحدہ ہونا چاہیے اور اگر نہیں وسائل تو پھر کوشش کرنی چاہیے کہ جب بھی حالات بہتر ہوں علیحدہ ہو جائے۔ پھر

عورت کا حق مہر مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی کوئی جائیداد ہو

اس کے پاس کوئی رقم ہو اس کی وہ آپ وارث ہو اور مکمل مالک ہو۔ جائیداد میں اسے حصہ دیا گیا ہے۔ آج کی نام نہاد دنیا میں جائیداد اور وراثت کا حق دیا گیا ہے لیکن یہ صرف سوڈیڑھ سو سال پہلے آہستہ آہستہ ملا ہے جو کہ اسلام نے پندرہ سو سال پہلے دے دیا تھا بلکہ پہلے تو یہاں یہ رواج تھا کہ شادی کے بعد

عورت کی جائیداد اس کی جائیداد نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اگر عورت کو کسی ذریعہ سے جائیداد مل جاتی تھی یا اس نے کسی ذریعہ سے پیدا کر لی اور اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی یا شادی ہو گئی ہے تو پھر اس کی جائیداد سمجھی نہیں جاتی تھی اور بعض لوگ تو صاحب جائیداد عورت سے شادی کر کے اس کی جائیداد پر قابض ہو جاتے تھے۔ شادی کے بعد عورت کی جائیداد خاوند کی طرف چلی جاتی تھی لیکن اسلام نے ابتدا میں ہی عورت کی جائیداد کو اس کی ذاتی ملکیت قرار دے کر اسے اتنی آزادی دے دی کہ صحابہؓ کو اس زمانے میں شبہ پڑ گیا کہ مرد کے لیے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ عورت کی جائیداد میں سے عورت کی مرضی سے بھی کچھ خرچ کر لے یا لے لے۔ اگر عورت دے بھی تو تب بھی نہیں لینا اس حد تک صحابہؓ محتاط ہو گئے تھے۔ صحابہؓ اس وقت تک اس سے بچتے رہے جب تک کہ اسلام کی تعلیم میں یہ حکم نہیں آ گیا کہ تم عورت کی طرف سے خوشی سے دیا ہوا تحفہ لے بھی سکتے ہو اور اپنے اوپر خرچ بھی کر سکتے ہو۔ اگر عورت خوشی سے دیتی ہے تو کوئی حرج نہیں لے لو۔ اتنی احتیاط کی ضرورت نہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 302-303)

پھر

اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم پر زور دیا ہے

اور تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ جس کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی۔ غریب عورت تھی اور کھانے کے لیے کچھ مانگا۔ اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں۔ ایک اس نے اپنے دائیں طرف بٹھالی ایک بائیں طرف بٹھالی۔ حضرت عائشہؓ کے پاس اس وقت سوائے ایک کھجور کے گھر میں کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے وہ کھجور اسے دے دی۔ اس عورت نے منہ میں ڈال کر کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور آدھا ایک کو دے دیا اور آدھا دوسری کو اور خود بھوکی رہی۔ جہاں اس سے ماں کی قربانی کا پتہ لگتا ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس عمل سے ایک اَور خوبصورت بات بیان فرمائی۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کو تعلیم دلوائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کر دیتا ہے۔ اس عورت پر جنت واجب کر دیتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تعلیم اس لیے حاصل کی جائے کہ ملازمت کرنی ہے، اگلی نسل کی تربیت اور اس کی تعلیم کے لیے بھی عورت کی تعلیم ضروری ہے۔ کسی خاص پیشہ اور ہنر کو سیکھ کر اس میں کام کرنا اور ملازمت کرنا بھی غلط نہیں ہے لیکن عورت اگر اگلی نسل کو سنبھالنے کے لیے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوتی ہے تو یہ اسے جنت کی خوشخبری دیتی ہے۔ جس کا ایک دوسری حدیث میں یوں ذکر آیا ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یعنی اولاد کی اعلیٰ تربیت اور تعلیم صرف ماؤں کو جنت میں نہیں لے جاتی بلکہ بچوں کو بھی جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ کتنا بڑا اعزاز اور مقام ہے جو مرد کو نہیں دیا گیا عورت کو دیا گیا بلکہ عورت کی عزت کو اس سے بھی بڑھ کر بیان کیا گیا ہے۔ پس نیک عورت،

مومنہ عورت ایسی ہے جو مردوں سے کئی قدم آگے ہو سکتی ہے

اور جس قوم کی عورتیں نیکی میں آگے ہوں، تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہوں، اپنے بچوں کی صحیح اسلامی تعلیم کی روشنی میں تربیت کرنے والی ہوں تو پھر اگلی نسلیں جن میں لڑکے بھی شامل ہیں لڑکیاں بھی ایسی نکلیں گی جو نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والی ہوں گی، بڑھنے والی ہوں گی۔

اسلام نے بعض حالات میں طبیعتیں نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اَور وجہ سے شادی کے رشتہ کو ختم کرنے کی جو اجازت دی ہے اس کی بات اگر ہم دیکھیں تو اس حق کا استعمال بھی دونوں کو برابر دیا ہے۔ مرد کو طلاق کی صورت میں، عورت کو خلع کی صورت میں اور مرد کو یہ حکم ہے کہ اس حق کو استعمال کرنے کی صورت میں یہ بات مدّ نظر رہے کہ عورت پر زیادتی نہ ہو۔ اگر زیادتی ہوتی ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظلم کی سزا دیتا ہے۔ طلاق کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ کی آیت 228 میں مردوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ

اور اگر وہ طلاق کا قطعی فیصلہ کر لیں تو یقیناً اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اس کی وضاحت فرمائی ہے وہ مردوں کی طرف نہیں جاتی بلکہ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”اگر طلاق دینے پر ”مرد“ پختہ ارادہ کرلیں سو یاد رکھیں کہ خدا سننے والا اور جاننے والا ہے یعنی اگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی خدا کے علم میں مظلوم ہو“، فرمایا،”وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہے خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بد دعا کرے تو خدا اس کی بد دعا سن لے گا۔“

(آریہ دھرم۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 52)

پس اس آیت میں مرد کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ

طلاق کا فیصلہ سوچ سمجھ کر کرو۔

بلاوجہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر عورت کو طلاق نہ دے دو۔ اللہ تعالیٰ اگر تمہاری سنتا اور تمہاری باتیں جانتا ہے تو عورت کی باتیں بھی سنتا ہے اور اس کے حالات کا بھی علم ہے اسے اور اگر تم ظلم کر کے اسے اپنے سے علیحدہ کر رہے ہو تو عورت اللہ تعالیٰ سے تمہارے اس ظلم کا بدلہ لینے کی دعا کر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا سنتا ہے۔ پس یہاں مردوں کو ڈرایا گیا ہے جو طلاق دینے میں جلد بازی کرتے ہیں اور عورت کا حق قائم کیا گیا ہے۔

پھر ایک اعتراض یہ ہے کہ

ایک سے زیادہ شادیوں کی مرد کو اجازت

دے کر عورت کا حق مارا گیا ہے۔ بات تو یہ ہے کہ یہ بعض حالات میں اجازت ہے، حکم نہیں ہے اور اس اجازت پر عمل کرنے کے لیے بھی بعض شرائط رکھی گئی ہیں۔ اس ترقی یافتہ معاشرے میں ایک شادی کر کے پھر دوسری عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھے جاتے ہیں۔ روز کی خبریں ہم دیکھتے ہیں اور یہ بے حیائی اور فحاشی ہے جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا اور اس بے حیائی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب بیوی کو اپنے خاوند کے ایسے تعلقات کا پتہ چلتا ہے تو نوبت علیحدگی تک آتی ہے اور یہ اس معاشرے میں عام چیز ہے۔ اس لیے ان لوگوں کو تو اسلام کی ایک سے زیادہ شادی کی اجازت پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ خود ان کے عمل ایسے ہیں پہلے اپنے آپ کو دیکھیں۔ دوسرے یہ کہ جیسا کہ میں نے کہا بعض شرائط کے ساتھ اجازت ہے اور اگر وہ شرائط پوری نہیں ہو رہیں تو اجازت نہیں ہے۔ اور پھر

ایک سے زیادہ شادی کی صورت میں انصاف کو انتہائی اہم کہا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک سے زیادہ شادی کرنے والے کے فرائض اور ہر بیوی کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہو تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجاآوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے تلخ زندگی بسر کر لینی ہزارہا درجہ بہتر ہے۔ یعنی شادی کے بعد بیوی کے حقوق ادا نہ کرنا یہ کتنا بڑا گناہ ہے اگر اس کا پتہ ہو انسان کو تو فرمایا کہ ایک شادی بھی شاید نہ کرے اور بغیر شادی کے رہنا پسند کرے انسان اگر وہ صحیح مومن ہے۔ فرمایا کہ ایک سے زائد شادی کو شریعت نے بطور علاج کے رکھا ہے۔ جہاں شادی ہے وہاں جو شرائط پوری ہونی ہیں وہ بطور علاج ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیے (یہ بھی حق قائم کیا ہے) کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ اس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو۔

گناہ سے بچنا اور شرعی ضرورت کا خیال۔

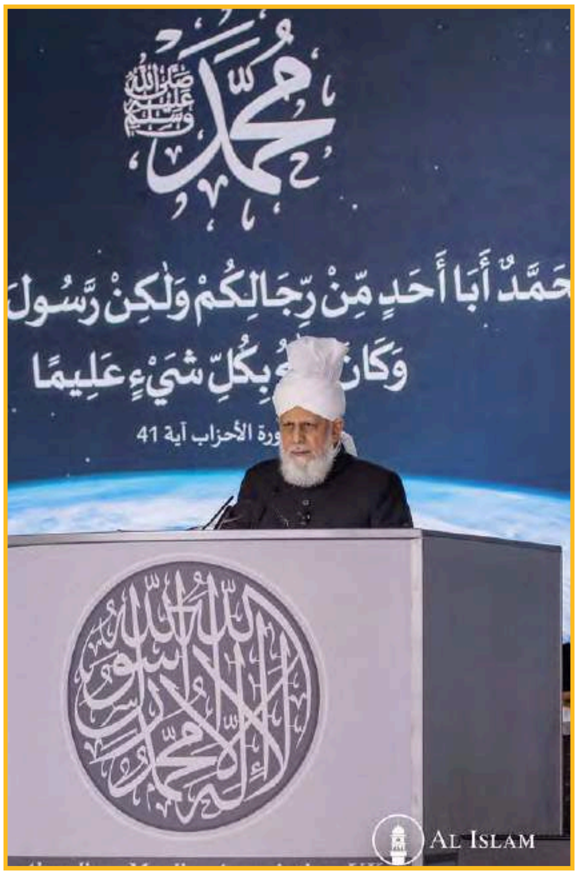

تو ایسی صورت میں اگر اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی قربانی کے لیے کر دے یعنی جو موجود بیوی ہے اس کے لیے اگر قربانی کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اس بات پہ بھی فرمایا کہ اگر بہت اشد مجبوری نہیں ہے جو جائز مجبوری ہے تو پھر بیوی کی دلداری کے لیے ضروری ہے کہ قربانی کر و اور ایک پہ اکتفا کرو اور اسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 63-64)

پھر فرمایا "دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 65)

پس یہاں عورت کے احساسات، جذبات کا بڑا کھول کر ذکر فرماتے ہوئے ان کے حق کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مردوں کو نصیحت کی اور تنبیہ فرمائی ہے۔ آپؑ نے یہاں تک فرمایا کہ "یہ ان عورتوں کا حق ہے کہ جب کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہیں تو اول شرط کرالیں کہ ان کا خاوند کسی حالت میں دوسری بیوی نہیں کرے گا۔" (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 246)

یہ بھی عورت کا حق ہے کہ جس مرد سے شادی کر رہے ہیں شادی سے پہلے اس سے عہد لے سکتے ہیں، معاہدہ کر سکتے ہیں کہ آئندہ جو بھی حالات ہوں تم دوسری شادی نہیں کرو گے اور پھر چاہے جو بھی حالات ہوں مرد پابند ہے کہ نہیں شادی کرے گا۔ پس اس حد تک مرد کو پابند کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ پھر مرد کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ عورت کی ضروریات کا ذمہ دار ہے۔ اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ عورت کا بحیثیت خاوند نگران بھی ہے اور اس لحاظ سے مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے تمام معاملات دیکھے۔ گھر کے خرچ پورے کرے۔

بیوی بچوں کی ضروریات کا خیال رکھے۔

عورت کمانے والی بھی ہے تب بھی اس کی کمائی پر نظر نہ رکھے جیسا کہ پہلے میں نے بیان کیا سوائے اس کے کہ اپنی مرضی سے عورت خرچ کرے۔ بلکہ خود اپنی ذمہ داری ادا کرے اور جسمانی لحاظ سے بھی مرد کو فضیلت ہے یہ ہم دنیا میں بھی ہر جگہ دیکھتے ہیں۔ طاقت کے لحاظ سے بھی اور اعصاب کے لحاظ سے بھی۔ اس لیے اس بات کا خیال رکھے کہ اسے جذباتی اور جسمانی تکلیف نہ پہنچائے۔ مرد کو فضیلت اگر دی گئی ہے جسمانی لحاظ سے اور اعصاب کے لحاظ سے مضبوط اعصاب بنایا ہے بعض معاملات میں تو پھر یہ بھی فرض اس پر ڈالا گیا ہے کہ وہ کسی قسم کی تکلیف عورت کو نہ دے۔ اگر گھر میں بعض باتوں پر اختلاف ہو جاتا ہے تو پھر بھی ایسی باتیں نہ کرے یا غصہ میں ہاتھ نہ اٹھائے جو عورت کو جذباتی یا جسمانی تکلیف ناجائز طور پر پہنچا سکے یا پہنچانے والی ہو۔ جو جسمانی فضیلت ہے یا بیوی کی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری ہے مرد اس سے غلط فائدہ نہ اٹھائے۔ تو یہاں اس حوالے میں عورت کا حق قائم کیا گیا ہے۔

اس آیت میں بھی جو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مرد قوام ہے وہاں عورت کا حق قائم کیا گیا ہے اور مرد کو اس فضیلت کی وجہ سے اس کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے اور یہ فضیلت بھی پھر ہر معاملے میں نہیں ہے یہاں بعض معاملات میں ہے۔ تبھی تو ایک موقع پر ایک صحابیہ کے یہ کہنے پر کہ مرد سب فرائض عبادتوں وغیرہ کے بھی پورے کرتے ہیں اور لمبی ایک تفصیل بیان کی انہوں نے اور پھر یہ بھی آخر میں بیان کیا کہ سب سے بڑھ کر جہاد بھی کرتے ہیں جس کا بہت بڑا ثواب ہے جبکہ ہم عورتیں اس سے محروم ہیں ہم تو گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں، قید ہیں، صرف اپنی گھریلو ذمہ داریاں ہی ادا کر سکتی ہیں اور اولاد کو پالتی ہیں، گھر کی نگرانی کرتی ہیں تو

کیا ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کر کے اجر میں مردوں کے برابر شریک نہیں ہیں؟

بعض مجبوریوں کی وجہ سے اگر ہمارے یہ پابندیاں ہیں تو پھر اجر میں تو ہمیں شریک ہونا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا ہم اس طرح اجر میں شریک نہیں ہوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی بڑی تعریف کی اور صحابہؓ سے فرمایا کہ تم نے دین کے معاملے میں اپنے مسئلہ کو اس عمدگی سے بیان کرنے میں اس عورت سے بہتر کسی کی بات سنی ہے؟ صحابہؓ کو بھی توجہ دلائی کہ دیکھو کیسی خوبصورت بات کی ہے اس عورت نے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو کسی عورت سے اتنی گہری سوچ کی امید بھی نہیں رکھتے۔ پرانی تربیت تھی جو پرانے خیالات تھے اس لیے صحابہؓ نے تو صاف کہہ دیا کہ ہم تو نہیں سمجھ سکتے کہ عورت اتنی عقل کی بات کر سکتی ہے۔ پس آپؐ نے صحابہؓ سے یہ سوال پوچھ کر ان کو یہ بھی بتا دیا کہ تم عورت کو کمتر سمجھتے ہو لیکن عورتیں بھی بڑی عقل اور دینی لحاظ سے حکمت کی باتیں کرتی ہیں۔ پس ہر معاملے میں تم لوگ اپنے آپ کو ہی فضیلت نہ دو۔ عورتیں بھی بعض معاملات میں عقل کی باتیں کرنے میں تمہارے سے زیادہ فضیلت لے جاتی ہیں۔ پھر اس عورت سے فرمایا جو یہ سب معاملہ لے کے آئی تھی، جس نے ایک لمبی تفصیل اپنی باتوں کی گنوائی تھی کہ تم نے جو باتیں گنوائی ہیں کہ یہ یہ ہم عورتیں کرتی ہیں اور اگر ایک نیک عورت، گھر دار عورت اپنے بچوں اور اپنے گھر کو سنبھالنے کے لیے جو تم نے کہا اسی طرح کرتی ہے اپنے خاوند کے ہوتے ہوئے اور اس کے پیچھے بھی اس کی ذمہ داریاں ادا کرتی ہے وہ اپنے اجر میں مردوں کے برابر ہے۔ کوئی اجر میں کمی نہیں۔ جس طرح ایک جہاد میں شریک شخص کو اجر مل رہا ہے اور ثواب مل رہا ہے وہی اجر ایک گھر میں رہنے والی عورت کو بھی مل رہا ہے۔ وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کے خوشی خوشی لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے الفاظ بلند کرتے ہوئے عورتوں کی طرف چلی گئی۔

(اسد الغابۃ جلد 7 صفحہ 17-18 اسماء بنت یزید۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

پس مردوں کو بعض فرائض کی ذمہ داریوں کی وجہ سے فضیلت ہے نہ کہ عقل، جذبات کے لحاظ سے، اور اگر مرد وہ ذمہ داریاں ادا نہیں کرتے تو وہ گناہگار بھی ہیں۔ بہر حال اسلام میں عورت کے بہت سے حقوق قائم کیے گئے ہیں اور ان کے اجر بھی مردوں کے برابر ہیں بشرطیکہ وہ اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کریں اور اسلام کی تعلیم پر عمل کریں۔ اسلام کی تعلیم کو کسی احساس کمتری کی وجہ سے اپنے لیے شرمندگی کا باعث نہ سمجھیں یا دجال کی چال میں پھنس کر اپنے اوپر ناجائز بوجھ نہ سمجھیں۔

اسلام کا ایک حکم پردے کا بھی ہے۔

گذشتہ دنوں کسی نے مجھے لکھا کہ یہاں ان ممالک میں تو ہمارے ملکوں کے مردوں کی طرح جس طرح عام ہمارے ایشین مرد ہیں عورتوں کو گھور گھور کے دیکھتے ہیں یہاں تو گھور کر نہیں دیکھا جاتا اس لیے یہاں اس طرح پردہ کرنے کی کیا ضرورت ہے جس طرح اسلام کا پردہ کرنے کا حکم ہے۔ پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں جسے ہم خود اپنے نفس کے دھوکے میں آ کر غلط تشریح کرتے ہوئے وقت کی ضرورت یا عدم ضرورت کا درجہ دے دیں۔ پھر یہ یاد رکھیں کہ اسلام نے جہاں عورت کو پردہ کرنے اور نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے وہاں پہلے مردوں کو حکم دیا ہے۔ اگر ایک حقیقی اسلامی معاشرہ ہو اور وہاں مرد غض بصر کرے اور وہ غض بصر سے کام لینے والا ہو تب بھی عورت کو حکم ہے کہ تم بھی نظریں نیچی رکھو اور پردہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مردوں کو بازاروں میں بیٹھنے کی صورت میں نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب أفنية الدور والجلوس فيها حديث 2465)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ

”مومن کو نہیں چاہیئے کہ۔۔۔۔بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ

یَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ

پر عمل کرکے نظر کو نیچی رکھنا چاہیئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہیئے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 332)

پس یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ کیونکہ مرد دیکھ نہیں رہے اس لیے پردہ اور حیادار لباس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ

"اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں

کوئی قید خانہ نہیں ہے کہ عورت کو قید کرکے رکھ دو بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔“ فرمایا: ”۔۔۔بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔“ پہلے ہی احتیاط کردی تاکہ بدنتائج سے بچا جائے۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد وعورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔“ فرمایا”۔۔۔اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 34-35)

پس جن لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کسی بھی غلطی اور گناہ کے امکان کے سدّباب کے لیے احتیاطی تدابیر بتاتا ہے اور اس پر عمل کرنے والے ہی اپنی عفت اور عزت بچانے والے ہیں۔

اسلام کا ہر حکم اعتدال کا ہے

اس لیے پردے میں غیر ضروری سختی کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ردّ فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ”اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 449)

اس طرح ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ سر کے بال، گال اور ٹھوڑی کو ڈھانک کے رکھو۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17 ماہ جنوری 1905ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 صفحہ 446)

اور قرآن کریم میں حکم ہے کہ اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈال لیا کرو اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کرو، اس کی پابندی کرو۔ آپؑ نے فرمایا ”مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔ یورپ (اس میں سب ترقی یافتہ ممالک شامل ہیں۔ آپؑ کی مراد ترقی یافتہ ممالک تھے جو نام نہاد ہیں ان) کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔۔۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری کا یا پردہ دری کا۔“ بہت سے معاملات یہاں بھی ہوتے ہیں اخباروں میں بھی ہم پڑھتے ہیں۔ اب یہ کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ پردے کا نتیجہ ہے یا پردہ نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔“۔۔۔۔ اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 449)

آپ نے فرمایا:

اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔

پس ہمیں تقویٰ پیدا کرنے کی ضرورت ہے چاہے وہ مرد ہے یا عورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچی کو اپنے مقام کو سمجھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ آزادی اور حقوق کے نام پر اندھی تقلید کرتے ہوئے اپنے ان دنیاداروں کے پیچھے چلنا شروع کر دیں بلکہ دنیا کو عورت کا مقام اور اس کی عزت اور شرف کے بارے میں بتانا آج احمدی عورت اور احمدی بچی کا کام ہے جس کے لیے بغیر کسی احساس کمتری کے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا

کتنا اچھا لگتا ہے جب ہم بحث میں کسی سے جیت جاتے ہیں اور اپنی بات منوا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی تو سامنے والا بات بھی درست کر رہا ہوتا ہے مگر پھر بھی دل چاہتا ہے کہ اُس کی نہیں بلکہ آخری بات اپنی ہی اوپر ہو۔ مگر کیا یہ ایک حقیقی مومن کا شیوہ ہے؟ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہایت خوبصورت نمونہ ہمارے سامنے ہے، جب آپ علیہ السلام نے محض اللہ کی خاطر بحث برائے بحث سے دریغ کرتے ہوئے انکسار اور تذلل اختیار کیا تو خدائے ذوالجلال نے بھی آپ کو بشارات سے نوازا۔

واقعہ کچھ یوں ہوا جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو انکے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے پر حضور علیہ السلام مولوی صاحب کے مکان پر گئے۔ حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کی تقریر سن کر معلوم کر لیا کہ انکی تقریر میں کوئی زیادتی نہیں کہ قابلِ اعتراض ہو اس لیے خاص اللہ کے لیے بحث کو ترک کر دیا۔ اسی رات خدا نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(ماخوذ از تذکرہ، ایڈیشن 2023، صفحہ نمبر 8 تا 9)

سرائے خام

(منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام از درثمین صفحہ نمبر۔12)

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُن کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

اُن کے طریق و دَھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے، ہے غضب

دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلاں وفا نہ کند ایں سرائے خام
دنیائے دُوں نماند و نماند بہ کس مدام

(ترجمہ فارسی شعر: اے غافلو! یہ فانی دنیا وفا نہیں کرتی۔ یہ دنیا باقی نہیں رہے گی، نہ ہی کوئی شخص ہمیشہ باقی رہے گا)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے نوجوان نسل کو یہ نصیحت فرمائی کہ "وہ اپنے علم کو ان دلائل کے ساتھ پختہ بنائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص درثمین کو کثرت سے پڑھیں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 11/اکتوبر 1970)

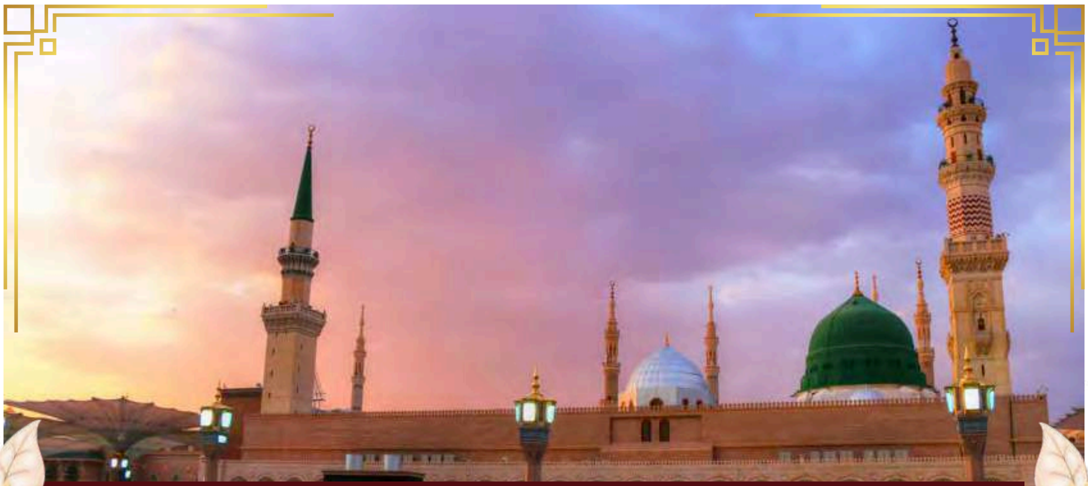

اسلام نے عورت کو کیا دیا؟

(عائشہ عادل۔Colliers Wood)

وہ رحمت عالمؐ آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے

(درعدن۔ صفحہ نمبر19)

کچھ عرصہ پہلے میں نے سوشل میڈیا پر پاکستان میں ہونے والے عورت مارچ کی تصاویر دیکھیں، جن میں حوّا کی بیٹی بے آبرو چلا چلا کر اپنی ذات کے ساتھ ہوئے ظلم و زیادتی کا حساب لینے کے لیے Banner اٹھائے کھڑی تھی۔ وہ سب دیکھ کر میرے دل کو بے حد بے بسی محسوس ہوئی۔ ذہن میں یہ سوال اٹھا کہ نہ جانے کب مغرب سے ابھرتی ہوئی Feminism کی آوازیں اسلامی مملکت پاکستان تک آن پہنچیں ۔ افسوس کے عالم میں سوچ کے پرندوں نے اس بات کی کھوج میں اپنے پر پھیلائے کہ آخر ایسی کیا وجہ تھی کہ عورتیں یوں سڑکوں پر نکل آئیں؟

افسوس اس بات کا تھا کہ جس معاشرے اور سوسائیٹی نے عورت کے حقوق کا گلا گھونٹا اور اس صنف نازک کی بے حُرمتی کی تھی آج اُسی معاشرے سے حقوق کی ادائیگی کی بھیک مانگی جا رہی تھی۔ اس افسوسناک نظارے نے میری توجہ قرآن مجید میں سورۃ التکویر کی آیت نمبر ۹ کی طرف مبذول کی۔

وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ

اور جب زندہ گاڑی جانے والی (لڑکی) کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

سڑکوں پر اپنے حقوق کے لیے نعرے لگاتی ہوئی ان عورتوں کی آوازوں میں مجھے اس آیت کی تشریح دکھائی دینے لگی۔ جہاں جیتی جاگتی حوا کی بیٹی کی ذات کی نفی کرنے والے ، اسکے حقوق غصب کر کے اس پر زندگی قبر کی مانند تنگ کر دینے والے اور اس سے عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہنے کا حق چھیننے والے انسانوں سے سوال کیا جا رہا تھا، جواب طلب کیا جا رہا تھا کہ آخر کیوں عورت ذات کو زندہ ہوتے ہوئے بھی زندہ نہیں رہنے دیا جاتا، گویا زندہ ہی گاڑھ دیا جاتا ہے۔

سورۃ التکویر کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دجالی زمانہ کی علامات بیان فرمائی ہیں جن میں اونٹنی کا بے کار ہو جانا بھی شامل ہے جس سے مراد سفر کے لیے ریل کا استعمال ہے۔ اسی طرح صحیفوں کی نشر واشاعت کا ذکر ہے جس سے پریس کی ترقیات مراد ہیں۔ انہی آیات میں اس آیت کا شامل ہونا انسان کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ بھی دجالی زمانہ کی علامات میں سے ایک ہے۔ اور آج کل عورت کے حقوق کے لیے لگائے جانے والے نعرے اسی آیت کی عکاسی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

تاریخ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ ہونے والے ظلم کی داستان بہت پُرانی ہے۔ آمدِ اسلام سے پہلے عورت ذات کی کچھ قدروقیمت نہ تھی اور وہ حیثیت میں جانور سے بھی بدتر تھی۔ بیٹی ہوتی تو ظالم باپ کے ہاتھوں زندہ درگور کر دی جاتی، بیوی ہوتی تو ظالم شوہر کے ہاتھوں ظِھار کی بدرسم کا شکار ہو جاتی، (ظِھار وہ رسم ہے جس میں اپنی بیوی کو اپنی ماں قرار دے کر تعلقات ختم کر دیے جاتے تھے) ایک مرد کے استعمال میں کئی کئی عورتیں ہوتیں۔ الغرض جہالت کے ان اندھیروں میں عورت کی وقعت بھی ماند پڑ گئی تھی۔ اس کا وجود جہالت کے ان اندھیروں میں کہیں مٹ گیا تھا۔

ایسے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص جوش میں آتی ہے اور طویل اندھیرے کے بعد رحمت للّعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن اور پُر نور ظہور ہوتا ہے۔ اور معاشرے کے بھیڑیوں کے ہاتھوں بے آبرو ہونے والی عورت نہ صرف جینے کا حق حاصل کرتی ہے بلکہ معاشرے میں ایک معزز مقام اور مرتبہ بھی پاتی ہے۔ عورت کو محض استعمال کی شے سمجھنے والے اب اہم معاملات میں عورتوں کی رائے کو شامل کرنے لگے۔ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ دینی امور کی بجا آوری میں حصہ لینے لگیں۔ چنانچہ ہمیں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں نے نہ صرف عبادات اور صدقات بلکہ جہاد میں بھی حصہ لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی رائے مدلّل انداز میں پیش کی اور خلافت کے انتخاب کے موقع پر اپنی رائے کا اظہار بھی کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم نے عورت کو ہر حیثیت میں معزز و مکرم بنا دیا۔ بیٹی کی پرورش کرنے والے کو جنت کی بشارت دے دی (ابن ماجہ)، بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کو مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے افضل قرار دے دیا۔ (ترمذی) اور ماں کی حیثیت میں پاؤں تلے جنت رکھ دی۔ (سنن نسائی) الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں کو اپنی روحانی طاقتوں سے جانور سے انسان، انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ ان باخدا انسانوں کے لیے ایمان کو اُنکی روح کی غذا بنا دیا اور اس ایمان میں کمال حاصل کرنے کو عورت کے حقوق کی ادائیگی سے منسوب کر دیا۔ وہ عورت جو زندہ درگور کر دی جاتی تھی اور بازاروں میں بیچی جاتی تھی اب حصولِ روحانیت، آزادئ رائے، طلاق کا حق، اور وراثت کے حقوق کے ساتھ ساتھ بہت سے اور حقوق کی حامل بن گئی۔ الغرض رحمت للّعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے سر پر رحمت کی چادر اوڑھائی اور اسے معاشرے میں پر وقار مقام دلوایا۔

انسانی تاریخ کے اس روشن دور کے بارے میں سوچتے ہوئے دل میں ایک اطمینان پیدا ہوتا ہے کہ کس قدر خوبصورت وہ معاشرہ تھا جہاں عورت کے تمام اخلاقی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حقوق نہ صرف محفوظ تھے بلکہ ادا نہ ہونے کی صورت میں قابلِ مؤاخذہ بھی تھے۔ لیکن پھر کیا ہوا؟ ایسا کیا ہوا کہ بگڑتے بگڑتے حالات کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ عورت، جسکو اسلام نے اپنے گھر کی ملکہ بنایا تھا، آج سڑکوں پہ نکل کر اپنے محفوظ شدہ حقوق پامال ہونے پر سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے۔ یہ خیال ایک مرتبہ پھر مجھے قرآن پاک کی سورۃ الروم کی آیت 42 ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی "فساد خشکی پر بھی غالب آگیا اور تری پر بھی" (اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ) کی طرف لے گیا۔ جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول اس وقت ہوا جب دنیا جہالت کے گہرے اندھیروں میں گم تھی اسی طرح آخری زمانے میں بھی جب ہر جگہ فساد پھیل جائے گا تو خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اپنے فرستادہ کو بھیجے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل زمانہ کے حالات متقاضی تھے کہ کوئی اللہ کا بندہ آئے۔ اس وقت مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی پستی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً ہر مسلمان گھر میں کوئی نہ کوئی شخص موجود تھا جو عیسائیت سے مرعوب تھا، یا پھر کسی نہ کسی ہندوانہ رسم کا پابند تھا۔ جب ایمان ہی ثریا پر جا پہنچا تھا تو عورت کی کیا حیثیت رہ گئی ہو گی۔ لڑکیوں کو تعلیم دلوانے کا رجحان ناپید ہو چکا تھا اور پردہ کے نام پر بے جا پابندیاں عائد تھیں۔ ذات پات میں رشتہ نہ ہونے پر لڑکیوں کی قرآن پاک سے شادی کر دینا، بیوہ یا طلاق یافتہ ہونے کے بعد دوسری شادی کو سخت معیوب سمجھنا اور مختلف طریقوں سے وراثت میں حصہ نہ دینا عام باتیں تھیں۔ غرضیکہ ہر سُو جہالت کے اندھیرے ہی تھے۔

اگر مشرق میں جہالت تھی تو دوسری طرف مغرب میں دجالی طاقتیں اپنے پنجے بحر و بر میں پھیلانے لگی تھیں۔ دجال نے اپنے اس حربے کو انیسویں صدی کے اختتام سے آزمانا شروع کیا۔ عورتوں کی حقوق طلبی کی خاطر مغربی دنیا میں پہلی بار آواز انیسویں صدی کے اختتام میں لگائی گئی۔ جس میں سینیکا فالز کنونشن جو 1848 میں منعقد کی گئی، سرفہرست ہے جس میں مغربی دنیا کی عورتوں نے اپنے لیے ووٹ کا حق حاصل کرنے کے لیے آواز اُٹھائی اور عورتوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی روک تھام کی بات کی گئی۔ حق طلبی کے اس نازک دور میں عورت نے اُسی طبقے سے تحفظ اور آزادی طلب کرنا چاہی جس نے اُس پر ظلم روا رکھے اور اسکے حقوق ادا نہ کئے۔ گویا بھیڑوں کے تحفظ کے لئے بھیڑیوں سے رجوع کیا۔ حالانکہ ان بھیڑیوں نے نہ تو پہلے کبھی عورتوں کے حقوق فراہم کیے نہ اب کر سکتے ہیں۔ مغربی دنیا نے نہ صرف عورت کو اسکے بنیادی حقوق، مثلاً آزادیٔ رائے کا حق، ووٹ دینے کا حق، اور وراثت کے حقوق سے محروم رکھا بلکہ عورت ذات کی روحانی، اخلاقی اور ذہنی صلاحیتوں کو پستی اور زوال کا شکار کر دیا۔

گویا"جب فساد خشکی پر بھی پھیل گیااور تری پر بھی" عین اسی وقت الٰہی وعدوں کی مطابق رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی آمد ہوئی۔ اور دجالی فتنہ انگیزیوں اور معاشرے کے ظلم وستم سے نجات کی نئی کرن نمایاں ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ سوئے ہوئے جذبہ انسانی کو جگایا۔ حضور علیہ السلام کا مقصد مسلمانوں میں ایمان کا بیج ایک بار پھر راسخ کرنا تھا وہی ایمان جس کی کاملیت کا انحصار بہن، بیٹی، بیوی اور ماں سے حسنِ سلوک سے وابستہ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے خلفاء نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا بیڑا اُٹھایا۔ جب باقی دنیا کی عورتیں اپنے حقوق کے لیے خود ہی لڑ رہی تھیں، اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمانے کی اصلاح کے لیے کھڑا کر دیا۔ جنہوں نے 1922 میں لجنہ اماء اللہ کا قیام کیا، اس تنظیم کا بنیادی مقصد عورتوں کو تعلیمی و تربیتی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم بنانا اور ان میں روحانی ترقیات کی جستجو پیدا کرنا تھا۔ یہ تنظیم آج بھی کُل عالم میں یہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ یقیناً یہی وہ معاملات ہیں جن سے کسی انسان کا معاشرے میں باعزت مقام و مرتبہ قائم ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2006ء کے موقع پر احمدی مسلمان عورتوں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا،

"آپ احمدی عورتیں کسی قسم کے احساس کمتری کے بجائے احساس برتری کی سوچ پیدا کریں۔ اپنی تعلیم کو کامل اور مکمل سمجھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم پر پوری توجہ دیں اس پر کاربند ہوں تو آپ اِن شاءاللہ تعالیٰ دنیا کی رہنما کا کردار ادا کریں گی۔"

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء ہی نے اس زمانے میں عورت کے حقوق کی فراہمی کے لیے اور اس زمانہ کی شر انگیزیوں کے ہاتھوں عورت کو استعمال ہونے سے بچانے کے لیے راہ نجات فراہم کی۔ ایک احمدی عورت کو سڑکوں پر نکل کر حقوق مانگنے کی ضرورت نہیں کیونکہ خلیفۂ وقت نے یہ ذمہ داری خود اپنے ہاتھوں میں لی ہوئی ہے۔

عورتوں کے حقوق کی یہ داستان اسلام کے عروج و زوال سے تعلق رکھتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو حقوق صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کر کے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔

اسلامی اقدار سے بے بہرا مغربی معاشرے سے حقوق طلبی میں مقابلہ کرنا محض ایک نادان کوشش دکھائی دیتی ہے جبکہ ہمارے پیارے خلیفہ خود ہمارے حقوق کی پاسداری کے لیے کوشاں ہیں اور اپنے ہر پیغام سے عورتوں کی تعلیم و تربیت اور معاشرے میں انکے استحکام کے لیے ایک نئی راہ پیش فرماتے ہیں۔ دجالی زمانہ کے حملوں سے بچنے کی تو بجز پیروی مسیح کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔ اس لیے اگر عورت کو اپنے حقوق کے تحفظ کی تلاش ہے تو وہ تلاش صرف خلافت احمدیہ پر ہی ختم ہوتی ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کی دو اغراض ہی بتلائی ہیں، پہلی یہ کہ تا مخلوق کا خالق سے تعلق قائم ہو جائے اور دوسری یہ کہ عوام الناس ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کریں۔ اللہ تعالیٰ اس زمانے کو مسیح محمدی صلی اللہ علیہ السلام کو ماننے کی توفیق دے تا کہ اسلامی تعلیمات کی چھاؤں تلے انسانی حقوق کی بہتی ہوئی نہروں سے یہ زمانہ فیضیاب ہو سکے۔ آمین۔ اسی دعا سے میرے دل کو تسلی اور روح کو سکون ملا۔

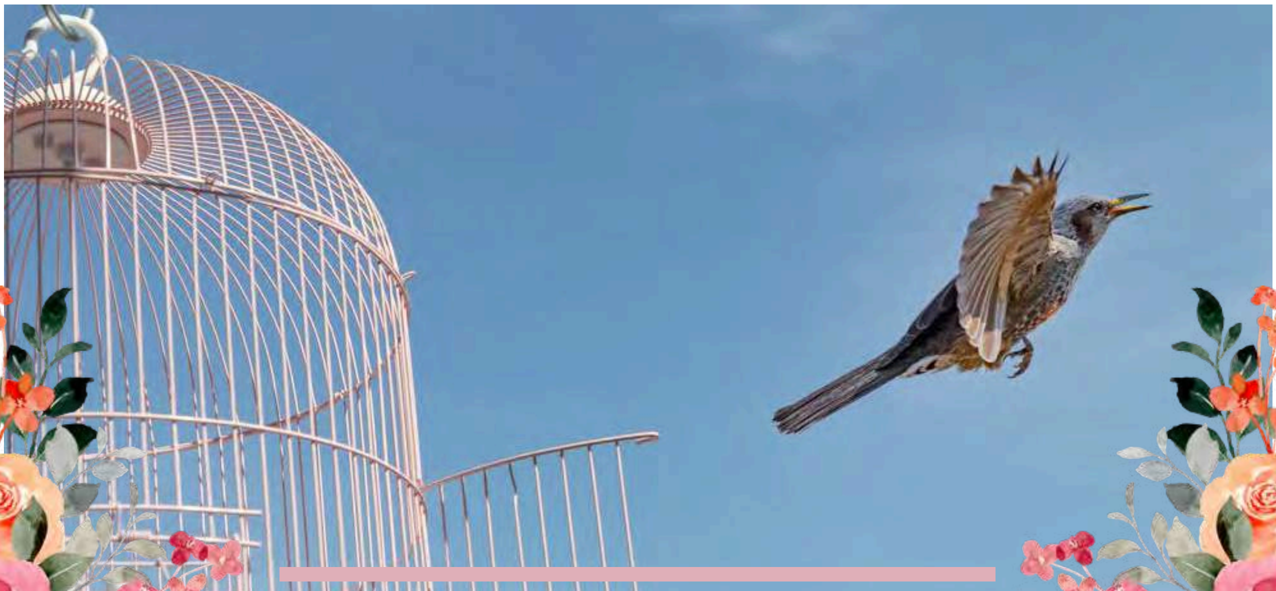

پردہ قید ہے یا آزادی؟

(ستارہ جمیل۔Farnham)

موجودہ دور میں پردہ کو اسلام پر حملہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مغربی معاشرے کی طرف سے تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام نے عورت کو قید کیا ہے اور اسے آزادی سے جینے کا حق نہیں ہے۔ ہماری نئی نسل بعض دفعہ ان اعتراضات کا جواب نہ پاکر خود بھی ان سے متاثر ہو جاتی ہے۔

ایک طرف تو ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام نہ صرف ایک کامل دین ہے بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات بھی ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں ہدایت یا راہنمائی اس میں موجود نہ ہو۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام کا کوئی حکم مجھے قید کر دے اور اس پر عمل کر کے میں دنیا سے پیچھے رہ جاؤں یا ترقی نہ کر سکوں؟ اس سوال نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ آخر یہ حکم کیا ہے اور اس کا میری زندگی پر کیا اثر ہے؟

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام نے جہاں پردہ کا حکم دیا ہے وہاں پہلے مرد کو سورۃ النور میں یہ حکم دیا:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ۔ (النور:31)

مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے کامل نمونہ ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں ان کی زندگی میں اس موضوع پر کیا ہدایت ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فضل بن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے تو خشعم قبیلہ کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگ پڑے اور وہ فضل کو دیکھنے لگ گئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔

(صحیح بخاری جلد 3۔ کتاب الحج، باب وُجوب الحج وفَضلُہ۔ حدیث نمبر 1513۔ صفحہ نمبر 169)

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے مرد کو ہی روکا کہ وہ عورت کو نہ دیکھے۔ آنکھوں کی حفاظت کا حکم اس لیے ہے کہ جب پہلے قدم پر انسان اپنی حفاظت کرتا ہے تو وہ مزید برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان کی کسی عورت کی خوبصورتی پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ غضِ بصر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق دیتا ہے جس کی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔

(مسند احمد، مسند باقی الانصار، باب حدیث ابی امامہ الباھلی العدی بن عجلان)

اس سے ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ پردہ کی پہلی شرط نگاہیں نیچی رکھنا ہے، یعنی پردہ کی شروعات آنکھوں سے کریں اور اس حکم میں مرد اور عورت کی کوئی تمیز نہیں بلکہ ایک عام حکم ہے جو عورتوں سے پہلے مَردوں کو دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور بلاوجہ عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اس کے بعد عورت کو حکم ہے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھے۔ جب مرد اور عورت دونوں اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں تو گویا پورے معاشرے کی حفاظت کرتے ہیں۔

یہ دنیا کا دستور ہے کہ جو چیز انسان کے لیے اہم اور قیمتی ہوتی ہے انسان اس کی خاص حفاظت کرتا ہے اور اسے بچا کے رکھتا ہے کہ کوئی نقصان اسے نہ پہنچے۔ یہی مقام اسلام میں عورت کا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کو نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دینے کے بعد پھر عورت کو یہ اضافی حکم ہے کہ وہ پردہ کرے۔ مگر اسلام کا پردہ یہ نہیں کی عورت بالکل گھر میں بند ہو جائے بلکہ اپنے روزمرہ کاموں کے لیے باہر جاسکتی ہے، ضرورت کے تحت کام کر سکتی ہے اور سیر و تفریح کے لیے بھی باہر جاسکتی ہے۔ جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے کہ پردہ نے عورت کو قید کر دیا ہے اور وہ پردے میں رہ کر زمانے کے ساتھ ترقی نہیں کر سکتی تو اس کا جواب اسلامی تاریخ سے ہمیں ملتا ہے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں پردہ میں رہ کر علم حاصل کرتیں، تجارت میں حصہ لیتیں، فنونِ حرب سیکھتیں اور جنگوں میں حصہ لیتیں اور جنگ کے دوران زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ وہ کون سا کام ہے جس کی راہ میں پردہ حائل ہوا؟

میں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر یہ کہہ سکتی ہوں کہ پردہ نے عورت کو زیادہ آزاد کر دیا ہے تاکہ وہ اپنے کام آزادی اور سہولت سے کر سکے۔ یہاں کے مغربی ماحول میں بھی جو عورت پردہ کرتی ہے اس کے کولیگز اور کلاس فیلوز اس کا احترام کرتے ہیں اور سکارف لینے کی وجہ سے انھیں معلوم ہے کہ اس عورت سے کہاں تک اور کون سی بات کرنی ہے۔ اور کون سی بات کرنا اس سے مناسب نہیں۔ اس طرح پردے نے ہماری حفاظت کرلی۔ اسلام کے حکم پر عمل کرنے سے ہمیشہ عزت اور احترام ہی ملتا ہے اور اگر اس کی وجہ سے کوئی آزمائش آئے بھی، تو اسے صبر اور ہمت سے برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ لڑکیوں کے علم حاصل کرنے کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟
ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ۔
”علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے“
(کامیابی کی راہیں، حصہ دوم، صفحہ نمبر 8)

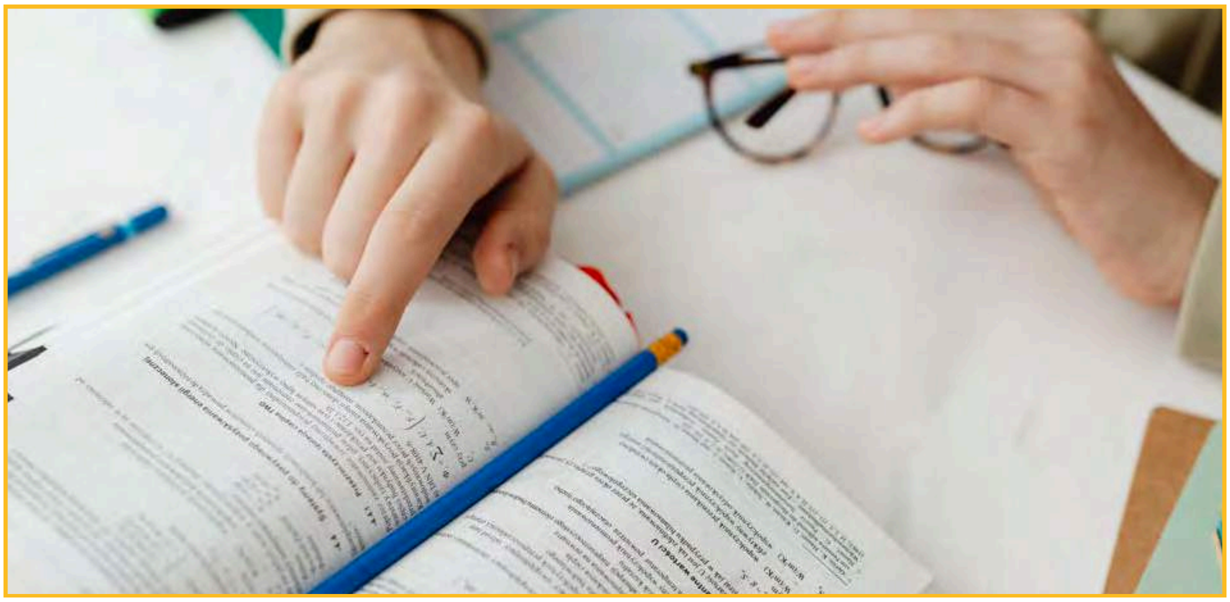

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے جلسہ سالانہ سویڈن 2005 کے موقع پر عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"۔۔۔۔ اس لیے روشن خیالی، تعلیم حاصل کرنا، علم حاصل کرنا بھی بچیوں کے لیے ضروری ہے۔ اور ضرور کرنا چاہیے۔ نہ صرف اپنے لیے ضروری ہے بلکہ آئندہ ان بچوں کے لیے اور ان نسلوں کے لیے بھی ضروری ہے جو آپ کی گودوں میں پلنے اور بڑھنے اور جوان ہونے ہیں۔ اور جنہوں نے احمدیت کی خدمت کرنی ہے۔"

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ سویڈن 17 ستمبر 2005 مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل 15 مئی 2015)

دراصل پردہ تعلیم حاصل کرنے میں عورت کی مدد کرتا ہے اور اسے راستے سے بھٹکنے سے بچاتا ہے۔ یہاں ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ علم حاصل کرنے کے لیے بے پردہ ہو کر بازاروں میں گھومنا اور لڑکوں سے دوستیاں کرنا بالکل ضروری نہیں ہے۔

پردہ ایک اسلامی حکم ہے۔ اس لیے اگر گہرائی میں دیکھا جائے تو پردہ ہر نیک اور اچھے کام کے کرنے کی آزادی دیتا ہے اور ہر ایسے کام کے لیے قید ہے جو برائی کی طرف لے کر جاتا ہے یا بذاتِ خود برائی ہے۔ اگر ایک عورت پردہ پر عمل کرتی ہے تو وہ خود بخود ہر اچھے کام کو کرنے میں آسانی محسوس کرے گی۔ اسے تعلیم حاصل کرنے کی آزادی ہے، بلکہ ہم تو بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور ہمارے پاس خلافت کی نعمت موجود ہے۔ ایسا خلیفۂ وقت جس کو ہماری تربیت کی فکر ہے، جو ہمارے لیے دعائیں کرتا ہے اور ہمیں ہر مسئلہ کا حل بتاتا ہے۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر جہاں تک ممکن ہو عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنی نوجوان بچیوں کو پردہ کی طرف کس طرح لے کر آئیں کہ وہ حجاب لینے میں شرم محسوس نہ کریں اور اسے فخر سے اپنائیں۔ اس بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”بچے کی تربیت تو اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتی ہے۔ پیدائش کے بعد کانوں میں اذان دی جاتی ہے۔ پھر تین سال کی عمر سے بچے کو ایسا لباس پہنائیں کہ احساس ہو کہ ڈھکا ہوًا لباس ہے۔ تو پھر یہی لباس عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آگے چلے گا اور بچیاں بڑی عمر میں جا کر بھی ایسا ہی لباس پہنیں گی جو سارے جسم کو ڈھانپ رہا ہو گا۔ کیونکہ بچپن سے اس کی عادت آپ نے ڈالی ہو گی۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی 18 دسمبر 2009ء۔ مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل 29 جنوری 2010ء)(بحوالہ کتاب پردہ شائع کردہ لجنہ سیکشن مرکزیہ۔ صفحہ 138)

پیارے حضور نے والدین پر بھی ذمہ داری ڈالی ہے۔ چنانچہ عاملہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"ماں باپ کو ہدایت کریں کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں، ہر وقت کمپیوٹر اور موبائل فون ہاتھ میں رکھنا مناسب نہیں۔ جو مائیں کمپیوٹر نہیں جانتیں وہ سیکھ لیں تاکہ بچوں پر نظر رہے۔"

(میٹنگ نیشنل مجلسِ عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ 18 ستمبر 2010ء مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل 22 اکتوبر 2010ء)

اب دیکھیں کہ ہمارے پیارے امام ان ماؤں کو جنہیں جدید علوم سے آشنائی نہیں ہے انہیں بھی یہ فرما رہے ہیں کہ وہ ان علوم کو سیکھیں تا کہ اپنے بچوں کی صحیح طرح راہنمائی کر سکیں۔ اس طرح بچوں کی نگرانی بھی ہو جائے گی اور جنریشن گیپ بھی کم ہو جائے گا۔

ہم نے جہاں نئی نسل کو پردہ کے فوائد بتانے ہیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ بے پردگی کے نقصانات کا بھی شعور دیا جائے تا کہ بچے خود موازنہ کر کے اپنے لیے حقائق کی روشنی میں فیصلہ کر سکیں۔ اس کے بارہ میں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اصل حیا ہی ہے یہ ماؤں کا فرض ہے کہ بچیوں کی تربیت کریں اور ان کے ذہنوں میں ڈالیں اور ان کو بتائیں کہ یہ نقصانات ہیں اور یہ فوائد ہیں۔"
(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی 18 دسمبر 2009ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 29 جنوری 2010ء)(بحوالہ کتاب پردہ شائع کردہ لجنہ سیکشن مرکزیہ۔ صفحہ 139)

بے پردگی اور مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط کے نتائج دنیا کے سامنے ہیں۔ چونکہ غضِ بصر اور پردے کی پابندی کے بغیر مرد و زن کے مابین طبعی میلان کے گھوڑے کو لگام نہیں ڈالی جا سکتی اس لیے بعض ملکوں میں بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد شادی کے پاکیزہ رشتے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد سے بڑھ گئی ہے۔ بغیر شادی کے تعلقات جس کو ہر مذہب اور ہر معاشرے میں بڑا گناہ اور انتہائی بُرا کام سمجھا جاتا تھا سے مغربی معاشرے کو قانونی تحفظ دینا پڑا تا کہ برائی کرتے وقت لوگوں میں برائی کا احساس نہ رہے لیکن برائی کو اچھائی کہنے سے وہ اچھائی نہیں ہو جاتی۔ یہ سب بے پردگی کی آفات اور نتائج ہیں کہ اب ان لوگوں میں نہ رشتوں کا احترام رہا ہے اور نہ گھر کا تقدس قائم ہے۔ ہوائے نفس کا گھوڑا مزید بے لگام ہوتا جا رہا ہے اور مستقبل میں تاریخ دان اس قوم کے زوال کے اسباب میں آزادی کے ایسے کھوکھلے تصوّر کو ایک بڑا سبب قرار دیں گے۔ کاش کہ یہ لوگ محض اسلام کی عداوت میں اپنی اخلاقی اور روحانی اقدار کو تباہ نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو معاشرے کے بد اثرات سے بچا کر رکھے۔ آمین

یورپ اور اسلامی ممالک کا موازنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ قاعدہ کی بات ہے کہ شریف آدمی جب خلافِ واقعہ بات سنتا ہے اور پھر اس پر اصرار کرتا ہے تو دل میں سخت رنجیدہ ہوتا ہے۔ ہمارا سوال تو یہ ہے کہ پادری صاحب سے پوچھا جاوے کہ گناہ سے تمہاری کیا مراد ہے؟ آیا زنا، چوری، فریب، قتل، قمار بازی، شراب نوشی تمہارے نزدیک گناہ میں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کیا یورپ کی حالت اسلامی ممالک کی حالت سے بہتر ہے یا ابتر یا مساوی۔ صغائر کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ مثلاً ایک شخص بد نظری میں مبتلا ہے۔ ممکن ہے اس عورت کو خبر ہی نہ ہو جس پر بد نظری کرتا ہے۔ لیکن ایک شخص جو زنا کرتا۔ شراب پیتا ہے اس کی خبر ایک دنیا کو ہو گی۔ ان جرائم کا اس قدر زور ہے کہ چھپائے سے چھپ سکتا ہی نہیں۔ قمار بازی میں اتلافِ حقوق ہوتا ہے۔ شراب نوشی کے ساتھ دوسرے گناہ مثل زنا، قتل وغیرہ لازمی پڑے ہوئے ہیں جہاں تک ہمیں مجرموں کے حالات سے شہادت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ شراب سے زنا ترقی کرتا ہے۔ چنانچہ شراب نوشی میں اس وقت یورپ اوّل نمبر پر ہے۔ اب دیکھئے کہ پردہ کی رسم ہے اس میں کچھ شک نہیں جیسا کتاب اللہ نے بتایا ہے اور تجارب نے اس کی تصدیق کی ہے سچا تزکیہ نفس جو مجاہدات سے پیدا ہوتا ہے وہ پردہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔"

(ملفوظات، جلد 5، ایڈیشن 2022، صفحہ نمبر 152)

احمدی عورتوں کی ذمہ داریاں

(مریم مدثّر۔Oxford)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد عورتوں کو جو حقوق ملے زمانہ جاہلیت میں عورتیں ان حقوق سے محروم تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آکر ان حقوق کی تجدید کی۔ ہم پہلے عورتوں کے حقوق کے بارے میں بہت تفصیل سے بات کر چکے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بہت سے حقوق دیے ہیں اسی طرح ان پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ ایک عورت پیدا ہونے کے بعد بیٹی، بہن، بیوی اور ماں جیسے مقدس رشتوں میں جُڑ جاتی ہے۔ ہر رشتے کی اسکی عمر کے مطابق کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ اب یہ اس عورت پر منحصر ہے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو کس طرح خوش اسلوبی سے نبھاتی ہے۔ گھر کی چار دیواری کے اندر ان رشتوں کی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور نبھانے کے ساتھ ساتھ ہم عورتیں جب گھر سے باہر نکلتی ہیں جیسے تعلیم کے حصول کے لیے، روزگار کی تلاش کے لیے، یا روزمرہ کی اشیاء کو خریدنے کے لیے، زندگی کے ان تمام اہم کاموں کو سرانجام دیتے وقت بھی ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

بحیثیت بیٹی اور سکول جانے والی بچی

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ بچوں کی سب سے پہلی استاد ان کی ماں ہوتی ہے۔ میں خود تین بچوں کی ماں ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ بچے سب سے زیادہ اس بات کو سیکھتے ہیں جو وہ اپنے ماں باپ کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم عورتیں اپنے بچوں کے سامنے اپنے گھر کے بزرگوں کو عزت دیں گی ان کی خدمت کریں گی ان کی ہر بات کو مانیں گی ان کے ساتھ کسی بھی طرح کا سخت رویہ نہیں رکھیں گی تو ہمارا یہ عمل ہمارے بچوں کو بھی سکھائے گا کہ انہوں نے بھی اپنے بڑوں کے ساتھ ادب کا رویہ قائم رکھنا ہے۔ بچے جب گھر سے اپنے بڑوں کا ادب کرنا سیکھیں گے تو لازمی ہے کہ وہ گھر سے باہر، جیسا کہ سکول میں وہ اپنے اساتذہ کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آئیں گے اور ان کی ہر بات کو مانیں گے۔ پردے کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم عورتوں کی بحیثیت ماں یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو چھوٹی عمر میں ہی پردے کی طرف راغب کریں ان کو پردہ کرنا سکھائیں اور ان کو یہ باور کروائیں کہ یہ کیوں ضروری ہے۔ روزانہ گھر میں نمازوں کی ادائیگی سے پہلے بچیوں کو پردہ کرنا سکھانا چاہیے ان کو یہ بات سمجھانی چاہیے کہ سر ڈھانپنا کیوں اور کیسے ضروری ہے۔ بچیاں جب اسکول سے واپس آکر دوسری بچیوں کو دیکھ کر ماؤں سے سوال کریں تو ان کو پردہ کے بارے میں تفصیل سے بتانا چاہیے تاکہ ان کے دماغ میں اگر کسی بھی قسم کا کوئی شک ہے تو وہ ختم ہو جائے اور وہ بغیر کسی خوف کے اسلامی اصولوں کے مطابق پردہ کرنا سیکھیں۔

ہم ماؤں کو چاہیے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو سکھائیں کہ سکول میں کیسی سہیلیوں کا انتخاب کریں کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ صحبت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بچے چھوٹی عمر میں اپنے ساتھی بچوں سے بہت کچھ سیکھتے ہیں اور اسکول سے واپس گھر آکر اسی طرح کرتے ہیں جیسے وہ دوسرے بچوں کو دیکھتے ہیں مثال کے طور پر بچے غیر ضروری چیزوں کو خریدنے کی ضد کرنا شروع کر دیتے ہیں، بچے والدین کی بات نہیں مانتے یا اپنے والدین کو غیر ضروری طریقے سے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بچے سکول میں اپنے ہم خیال بچوں کو دوست بنائیں گے تو اس طرح کے مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔

بحیثیت کالج اور یونیورسٹی جانے والی لڑکی

جب بچیاں بڑی ہو جاتی ہیں تو انہیں چاہیے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت پردے کا خصوصی التزام کریں کالج اور یونیورسٹی جانے والی بچیاں لجنہ میں شامل ہو جاتی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ گھر سے نکلتے ہوئے مناسب لباس کا انتخاب کریں ان کا جسم صحیح طرح سے ڈھکا ہوا ہو۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں پاکستان میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی میں نے 16 سال کی عمر میں برقعہ پہن لیا اور مجھے اس چیز کے لیے کسی نے نہیں کہا بس اجلاس میں ہماری صدر صاحبہ نے ایک دفعہ کہا تھا کہ بچیاں میٹرک کے بعد برقعہ ضرور پہن لیں لیکن اس پر بھی کوئی زور زبردستی نہیں تھی۔ میرے ماں باپ نے مجھے کبھی برقعہ پہننے کے لیے نہیں کہا لیکن شروع سے ہی تربیت ایسی کی گئی کہ وقت آنے پر میں نے اور میری چھوٹی بہن نے خود ہی برقعہ پہننا شروع کر دیا۔
پھر کالج اور یونیورسٹی میں لڑکے لڑکیاں ساتھ پڑھتے ہیں انہیں پڑھائی کے لیے گروپ کی صورت میں کام بھی کرنا پڑتا ہے اور اس پر کوئی پابندی نہیں لیکن لڑکے اور لڑکیوں میں غیر ضروری بے تکلفی نامناسب بات ہے۔ کیونکہ بے تکلفی سے غلط خیالات پیدا ہوتے ہیں اور انسان چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کے بھٹکنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ایک لڑکی کو یہ بات بخوبی سمجھنی چاہیے کہ وہ اگر گھر سے باہر ہے چاہے وہ کسی کالج، یونیورسٹی یا دفتر میں کام کرتی ہے وہ نہ صرف اپنے خاندان کی نمائندگی کر رہی ہوتی ہے بلکہ وہ نظام جماعت کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔ اگر وہ ایک باکردار لڑکی کے طور پر منظر عام پر آئے گی تو لوگ یہ بات کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یقیناً یہ بہت ہی اعلیٰ خاندان، مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح اگر ایک لڑکی کا کردار اچھا نہیں ہوگا تو وہ خاندان کے ساتھ ساتھ نظام جماعت کو بھی بدنام کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

بحیثیت بیوی

جب ایک لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے تو بحیثیت بیوی اس کی بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ شوہر کے گھر، مال اور عزت کی محافظ ہوتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ اس کے رشتہ داروں، بہن، بھائیوں اور ماں باپ کی عزت کرے۔ اور یہ کہ وہ اپنے شوہر سے بے جا فرمائشیں نہ کرے جن کو پورا کرنا اس کے شوہر کے لیے مشکل ہو۔ اپنے شوہر کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھے۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی عورت (بطور رفیقہ حیات) بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جس کی طرف دیکھنے سے طبیعت خوش ہو۔ مرد جس کام کے کرنے کے لیے کہے اسے بجالائے اور جس بات کو اس کا خاوند ناپسند کرے اس سے بچے۔

(حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر 361)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر نہ آنے دے۔"

(حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر 379)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"مجھے جہنم دکھایا گیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں اکثر عورتیں ہیں۔ کفر کرتی ہیں۔ پوچھا گیا: کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: شوہر کی ناشکر گذاری کرتی ہیں۔ اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی پر زمانہ بھر بھی احسان کرتا رہے اور پھر وہ تجھ سے کچھ ایسی ویسی بات دیکھے تو کہہ دے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی بھی بھلائی نہیں دیکھی"۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب کفران العشیر صفحہ نمبر 73)

مقصد یہ ہے کہ ناشکر گذاری کی عادت کی وجہ سے گھر کا سکون غارت ہو جاتا ہے۔ لڑائی جھگڑے کی راہیں نکلتی ہیں۔ عورتوں کو اس سے بچنا چاہیے اور جس میں ایسی عادت ہو اسے ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بحیثیت ماں

جب ایک عورت ماں بن جاتی ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی دیکھ بھال اور تربیت کرے۔ ان کی ذہنی اور جسمانی نشو نما کا خیال رکھے۔ تربیت اولاد ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے۔ نپولین نے کہا تھا کہ آپ مجھے اچھی مائیں دیں میں آپ کو ایک اچھی قوم دوں گا۔ ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے لیے گھر میں ایک پر سکون ماحول پیدا کرے۔ جس میں ان کی ذہنی نشو نما ہو سکے۔ ان کے کھانے پینے اور صحت کا خیال رکھے۔ تاکہ وہ صحت مند انسان بن سکیں۔ ان کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کو دین کا علم دے، ہم احمدی مسلمان ہیں ہمارے بچے جب معاشرے میں نکلیں تو پتہ چلے کہ ان کی تربیت کسی تہذیب یافتہ ماں نے کی ہے۔

بحیثیت ساس

ماں جب ساس بن جائے تو اس کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ یہ رشتہ اس کے اخلاق کا امتحان ہے۔ وہ اپنے گھر میں آنے والی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر درگزر سے کام لے۔ تاکہ گھر کے ماحول کو پر سکون رکھا جا سکے۔ ساس کے ساتھ ساتھ بہو کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی ساس کو اپنی ماں سمجھے اور ان کی بات کا برانہ منائے اور بالکل اسی طرح جیسے اس کی ماں شادی سے پہلے اس کو سمجھاتی تھی اپنی ساس کے ساتھ برتاؤ کرے۔
ایک عورت جب ماں اور ساس کے رشتوں میں منسلک ہوتی ہے تو وہ اس وقت اپنے شادی شدہ بچوں کے لیے بھی ایک نمونہ ہوتی ہے۔ اگر اس نے اپنی شادی شدہ زندگی اپنے تمام رحمی رشتوں کے حقوق ادا کرتے گزاری ہے تو اس کے بچے بھی اپنی شادی شدہ زندگی میں اپنے رحمی رشتوں کا حق ادا کریں گے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں ایک احمدی عورت ہونے کے ناطے اپنی تمام تر ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرد اور عورت میں مساوات۔ایک بحث اور موازنہ

(فائزہ صائم۔Newcastle)

لفظ "عورت" ہمیشہ ہی موضوع بحث رہا ہے۔خواہ وہ کسی چینل کا ٹاک شو ہو یا کسی مضمون کا عنوان۔ جبکہ دیکھا جائے تو مرد ذات اس اعتبار سے خاصی بدقسمتی کی حامل رہی ہے۔یوں لگتا ہے جیسے کبھی کسی نے مرد کے حقوق پہ بات کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو۔یوں تو یہ موازنہ صدیوں سے چلتا آرہا ہے مگر آج بھی بڑے بڑے دانشور کسی نتیجے پر پہنچنے سے قاصر ہیں۔اس تحریر میں مرد اور عورت کے درمیان مساوات کو زیر بحث لایا جائیگا اور موجودہ دور میں حائل مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں نتیجہ اخذ کیا جائیگا۔

موجودہ دور کی بات کی جائے تو تحریک نسواں یا Feminism Campaign کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کسی طبقے کو بہت عرصے تک جذباتی ومعاشرتی طور پر دبایا گیا ہے،وہ طبقہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد بغاوت کی طرف راغب ہوا ہے۔دورِ حاضر میں رائج Feminism بھی اسی طرح،کسی بھی قِسم کی اصلاح سے زیادہ،اب بغاوت کا روپ دھار چکا ہے۔جس کے باعث بہت سی خواتین خود اس تحریک کے مطالبات سے کنارہ کشی اختیار کر رہی ہیں۔جیسے آسٹریلین سائیکالوجسٹ،بیٹینا آنٹ 2022 میں ایک ویڈیو پیغام میں کہتی ہیں کہ موجودہ Feminism محض عورت کے فائدے اور مرد کے استحصال کو فروغ دیتا ہے۔اس لیے وہ اب اسکا حصہ نہیں بننا چاہتیں۔

(Available at Youtube, Why I am no longer a Feminist, 2023, Bettina Arnt)

اس بحث کو سامنے رکھتے ہوئے چند مختلف کلچرز کی خواتین سے رائے لی گئی اور ایک بات جو سب میں مشترکہ طور پر دیکھی گئی وہ یہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی اب Feminism تحریک کے حق میں نہ تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ مرد اور عورت مختلف اصناف تو ضرور ہیں لیکن ایک ہی جنس ہیں،ایک قسم کا دماغ رکھتے ہیں اور ایک ہی جیسے احساسات ہیں۔یوں بنیادی طور پر اپنے بارے میں فیصلے کا حق اور اہلیت دونوں کو حاصل ہے۔اس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ برطانیہ 7/ اگست 2017 کو خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "تم یہ نہ سمجھو کہ عورت کا دماغ نہیں ہے۔وہ تمہاری طرح دماغ رکھتی ہے۔گو کہ یہ سمجھنا کہ تم اس پر حکومت کر سکوگے غلط ہے۔اسے ذلیل یا کمتر نہ سمجھو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ازواج مطہرات کو زیر مشاورت رکھتے تھے۔صلح حدیبیہ کے موقع پر کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا۔جس کی وجہ سے تمام صحابہ رضوان اللہ سخت مغموم تھے۔جب حضرت محمدؐ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے سر منڈوالیں اور یہیں قربانی کرلیں۔تو آپؐ کے تین بار ارشاد کے باوجود بھی کوئی صحابی مارے غم کے،اٹھ نہ سکا۔اس پر نبی کریمؐ حجرے میں واپس تشریف لے گئے اور حضرت اُمّ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ شکایتاً بیان کیا۔اس پر حضرت اُمّ سلمٰیؓ فرمانے لگیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال عمرہ سے محروم رہنا صحابہؓ پہ بہت شاق گزرا ہے اور وہ دل برداشتہ ہیں۔آپؐ کسی سے کچھ نہ فرمائیں اور باہر نکل کر قربانی کردیں اور سر بھی منڈوالیں۔آپؐ نے حضرت اُمّ سلمٰیؓ کی بات مانتے ہوئے ایسا ہی کیا اور یوں آپؐ کو دیکھ کر باقی صحابہؓ بھی پیروی کرنے لگے۔

(ماخوذ از کتاب حضرت اُمّ سلمٰیؓ مصنفہ بنت معین۔صفحہ نمبر 13 تا 14)

اس تاریخی واقعہ سے ہمیں دو سبق ملتے ہیں، ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشکل صورت حال میں نہ صرف اپنی زوجہ سے مشاورت طلب کی بلکہ ان کی رائے پر عمل بھی کیا اور دوسرا یہ کہ عورت اگر چاہے تو اپنی صفات کو بروئے کار لاتے ہوئے معاملہ فہمی سے کام لے کر بڑے بڑے مسائل کا حل تجویز کر لیتی ہے۔ ایسے معاملات میں بھی جہاں عام طور پر مرد گھبرا جاتے ہیں۔

مرد اور عورت جہاں جنسی اعتبار سے ایک جیسے ہیں وہاں ذہنی و طاقتی اعتبار سے مختلف صفات بھی رکھتے ہیں۔ مرد ساختاً عورت سے مضبوط ہے جب کہ عورت اعصابی اعتبار سے مرد کی نسبت زیادہ مستحکم ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرد کا کام مالی ذمہ داری سنبھالنا ہے اور عورت کا کام گھر کے انتظامات کی دیکھ بھال ہے۔

اگر معاشرے میں کسی جگہ بھی انتشار پایا جاتا ہے تو اس کی وجہ اپنی ذمہ داری کے دائرے سے نکل کر دوسرے کے دائرے میں جا کر بلا وجہ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ ہم برابر ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے کہ ایک سائیکل کا پچھلا پہیہ یہ شکایت کرنا شروع کر دے کہ اسکو بھی اگلے پہیے کے ساتھ ساتھ چلنا ہے اور پیچھے نہیں چلنا۔ ایک عقلمند اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ اس طرح کرنے سے وہ سائیکل صرف ناکارہ ہی ہو سکتی ہے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ برطانوی اخبار 'The Guardian' کی ایک آرٹیکل رپورٹ کے مطابق جاب اور گھر ساتھ سنبھالنے والی ماؤں میں، دوسری ماؤں سے اٹھارہ فیصد زیادہ ذہنی تناؤ پایا جاتا ہے۔

(Jamie Doward, Sunday, 27 Jan 2019, The Guardian)

اس ریسرچ میں شامل رکن سوشیالوجی پروفیسر مینا کماری لکھتی ہیں کہ سماجی اور ماحولیاتی تناؤ کے امتزاج سے پیدا ہونے والے بار بار دباؤ والے واقعات اور زندگی کے بڑے تکلیف دہ واقعات کے نتیجے میں دائمی تناؤ ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں صحت متاثر ہوتی ہے۔

(پروفیسر مینا کماری 2019)

جس طرح عورت کے لیے گھر کی ذمہ داریوں کے ساتھ مالی ذمہ داریاں نبھانا مشکل کام ہے اسی طرح اگر مرد حضرات کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو ایک مرد موسم کی سختیوں کے باوجود یہ سوچ کر کمانے نکلتا ہے کہ ان کے باہر نکلے بغیر زندگی کی گاڑی کا چلنا ممکن نہیں ہے۔ اور بہت دفعہ خرابی طبیعت کے باوجود کام پر جانے اور بیوی بچوں کی ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے بعد اگر ان سے یہ امید کی جائے کہ وہ گھر آنے کے بعد گھر کے کام کاج میں بھی برابری سے حصہ لیں گے، تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ مزید اگر نفسیاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو مرد عام طور پر عورت اور گھر کی ذمہ داری اپنے کاندھے پر لے کر خود کو با اختیار اور گھر کا حاکم تصور کرتا ہے۔ اور اسکی اس سوچ کی حوصلہ افزائی اسے مزید ذمہ دار اور معاون بناتی ہے۔ اس کے برعکس اگر اسکو یہ لگنے لگے کہ عورت اپنی ضرورتوں کے لیے اس پر منحصر نہیں ہے تو وہ خود کو ایک بیکار شے تصور کرنے لگتا ہے اور بعض اوقات اس کی یہ ذہنی کیفیت اسے گھر کی باقی ماندہ ذمہ داریوں سے بھی آہستہ آہستہ غافل کر دیتی ہیں اور یوں رفتہ رفتہ تمام معاشی ذمہ داریاں عورت کے لیے بوجھ بن جاتی ہیں۔

دوسری طرف بد قسمتی سے ہمارے ارد گرد ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جہاں خواتین شادی کے بعد معاشی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں۔ اپنی معمولی سی ضرورتوں کے لیے بھی خاوند سے کہنا پڑتا ہے۔ اور جب ایسا کرنا گھر کے ماحول کو خراب کرنے کا موجب بن رہا ہو تو ہار کر اپنے اخراجات کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لینا پڑتی ہے اور گھر سے نکل کر کمانا ہی واحد حل نظر آتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نان نفقہ کے متعلق فرماتا ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ
حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ

ترجمہ !اُن کو سکونت مہیا کرو جہاں تم (خود) اپنی حیثیت کے مطابق رہتے ہو اور انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ تا کہ ان پر زندگی تنگ کر دو۔ اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ اپنے حمل سے فارغ ہو جائیں۔ پھر اگر وہ تمہاری خاطر دودھ پلائیں تو ان کی اُجرت انہیں دو۔۔۔

(سورہ الطلاق: 7 اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

اس تعلیم کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ سے سوال جواب کی نشست میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ خاوند کو لازمی چاہیے کہ بیوی کو اپنی حیثیت کے مطابق جیب خرچ دے اور اس جیب خرچ پہ مکمل اسکا (بیوی کا) اختیار ہونا چاہیے، چاہے اسے خرچ کرے یا جمع کرے۔

اگر شوہر بیوی کو جیب خرچ نہ دے اور عورت کو مجبور ہو کر گھر سے کمانے نکلنا پڑے تو ایک وقت کے بعد وہ کام کے دباؤ اور باہر کے کام کے ساتھ ساتھ گھر کے اندرونی معاملات کی دیکھ بھال کرتے کرتے خود کو اکیلی کرتا دھرتا اور خاوند کو اپنی زندگی میں ایک اضافی بوجھ تصور کرنے لگتی ہے۔ اور یوں مرد کا ذمہ داری سے فرار دونوں میں چپقلش کا باعث بنتا ہے۔

گویا مذکورہ بالا دونوں ہی صورتیں بعض اوقات گھر کے ٹوٹنے پر اختتام پذیر ہوتی ہیں۔ اس پر یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ مرد و عورت کا اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانا اور خوش اسلوبی سے پورا کرنا ہی ایک خوبصورت گھر اور گھرداری کو جنم دیتا ہے۔ اور ایک خوبصورت گھر خوبصورت معاشرہ کو جنم دیتا ہے۔

معاشرے میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اس تمام بحث میں ایک نظر انداز نہ کرنے والا پہلو ہے۔ بہت سے تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ آج کے دورِ مہنگائی میں عورت اور مرد کا ساتھ مل کر کام کرنا ہی مسائل کا حل ہے۔ جبکہ ایسا کرنے سے پیدا ہونے والے مسائل کی ایک طویل فہرست ہے۔ اور دوسری صورت میں مرد حضرات سے ضرورت سے زیادہ اخراجات کی امید لگانا بھی زیادتی ہے۔ گزشتہ سال 2022 میں دنیا بھر میں سب سے زیادہ خودکشی کے واقعات ریکارڈ کیے گئے۔ اور عمومی طور پر خودکشی کرنے والوں میں ہمیشہ زیادہ تعداد مردوں کی رہی ہے۔ جبکہ دل کے امراض طبعی اموات میں سب سے اوپر شامل فہرست ہیں۔ اور مردوں میں دل کے امراض پایا جانا بہت عام ہو چکا ہے۔

(Global Heart & Circulatory Diseases Factsheet, June 2023)

ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اسلامی و مذہبی تعلیمات پر مَن و عَن عمل کرنا ہی ایک بہتر معاشرے کو جنم دے سکتا ہے جہاں عورت و مرد اپنے اپنے کردار کو نبھاتے ہوئے ایک دوسرے کا ساتھ دے کر گھر اور معاشرے کی گاڑی چلائیں نہ کہ ایک دوسرے سے مقابلہ بازی کریں۔

فرشتوں سے ملاقات

(حانیہ سعید۔ Hounslow North)

معجزہ، چھوٹا سا یہ لفظ، بچپن سے ہی میرے دل و جان کو حیرانی میں ڈالتا رہا ہے۔ البتہ، جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر معجزات کی بارش کی، تو میرے دل میں ایک نیا احساس پیدا ہوا، ایک نیا دلیل کا پرچم اٹھا۔ اُن حیرت انگیز لمحوں نے میرے اندر معجزہ کی حقیقت واضح کی، اور میں نے محسوس کیا کہ بے شک، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ان تجربات نے میرے ایمان کو مضبوط کر دیا اور میرے لبوں سے شکرانے کے الفاظ گرنے لگے۔ بے شک، اللہ کی قدرت میں ہر چیز کی حقیقت چھپی ہوتی ہے اور وہ ہر لمحہ ہمیں حیرت میں ڈالتا ہے۔

میرے حمل کا دورانیہ تقریباً مکمل ہو چکا تھا اور 27 ستمبر کو میرا آپریشن ہونا تھا۔ ہم نے ویزا کے لیے درخواست دے رکھی تھی مگر چونکہ ویزا کا فیصلہ آنے میں بہت لمبا عرصہ گذر گیا تھا اس لیے ہم امید ہار چکے تھے کہ ویزا آئیگا، لیکن معجزاتی طور پر 24 ستمبر کو ہمارا ویزا آ گیا۔ اب سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ جہاز پر کون چڑھنے دے گا۔ پریشانی کے عالم میں ڈاکٹر کے پاس گئے، اس نے کہا کہ میرے لیے سفر تو ممکن ہے لیکن جلد از جلد چلی جاؤں۔ اگلے ہفتے کا بھی انتظار نہ کروں اور فوراً روانہ ہو جاؤں۔

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور سخت پریشانی کے عالم میں ٹکٹ کروایا۔ تین دن میں افراتفری میں پیکنگ ہوئی۔ اب جو پریشانی تھی وہ یہ کہ کوئی جہاز پر جانے سے روک نہ دے۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہم نے کسی بھی موقع پر کوئی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ اور اللہ سے دعائیں جاری تھیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہی اس مشکل سے نکل آئیں۔

فلائٹ والے دن اللہ کا نام لیکر ہم ایئرپورٹ کی لیے نکل گئے۔ اللہ نے ایسا فضل اور رحم کیا کہ کسی نے ہم سے ایک سوال نہ کیا اور ہم آسانی سے بورڈنگ کر کے جہاز میں بیٹھ گئے۔ میں بہت تھکی ہوئی تھی، تو بیٹھنے کے کچھ دیر بعد ہی میری آنکھ لگ گئی۔ ابھی ہم ملک سے بھی باہر نہیں نکلے تھے کہ انجن میں کوئی خرابی ہو گئی اور جہاز واپس مڑ گیا۔ اس وقت میری کیا کیفیت تھی، یہ اللہ ہی جانتا ہے تب بس اسی بات کا حوصلہ تھا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ دل بہت گھبرا گیا مگر اللہ کے نزدیک آنے کا موقع سمجھ کر میں دعا میں مشغول ہو گئی اور درود شریف کا ورد کرنے لگ گئی۔ چونکہ یہ ایئرلائن بہت ہی جانی مانی اور مشہور تھی اس لیے اسکا یوں واپس آجانا اور انجن خراب ہو جانا بہت ہی نایاب بات تھی۔ جس پر ایئرپورٹ والے خود بھی

حیران تھے۔ جہاز سے اترنے پر معلوم ہوا کی فلائٹ کینسل ہو چکی ہے اور ممکن ہے اب نہ ہی جائے۔ اب میں اور میرے شوہر پریشانی میں بیٹھ گئے۔ خیر اللہ اللہ کر کے رات کو ای میل آئی کے صبح دوبارہ اسی وقت فلائٹ ہے۔ لیکن وہ مسئلہ تو پھر وہیں آ کھڑا ہوا کہ جہاز پر چڑھنے سے کوئی روک نہ لے۔

ہمارے امی اور ابو دوبارہ ہمیں ایئر پورٹ چھوڑنے کے لیے آئے، ہم نے پھر دعائیں پڑھتے ہوئے، اللہ پر کامل یقین کر کے دوبارہ ایئر پورٹ کے اندر قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ ایک بار پھر بغیر کسی بھی رکاوٹ کے، ہم جہاز پر بیٹھ گئے۔ ہمارا انگلینڈ خیریت سے پہنچ جانا ہی اپنے اندر ایک بہت بڑا معجزہ تھا مگر اس کے بعد آنے والے دنوں میں جو حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے، ان کے بارے میں، میں یہ پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہی تھے جو ہماری مدد کو آرہے تھے۔ اور اس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے۔

ایئر پورٹ پر پہنچتے پر امیگریشن کی لائن میں 2 گھنٹے کھڑے رہنے کے بعد میری ہمت اور طاقت بالکل جواب دے چکی تھی۔ ہم نے اسائلم کلیم کیا اور جب انہوں نے ہمیں کچھ دیر سائیڈ پر بیٹھنے کو کہا تب تک میں بیہوش ہونے والی ہو گئی تھی۔ میری حالت دیکھ کے اللہ کے فضل و رحم سے افسران کے دل ہمارے لیے نرم ہو گئے، انہوں نے جلد جلد ہمارا پراسیس کیا اور بغیر کسی انٹرویو کے اور بغیر ہمارے سامان کے ہمیں ٹیکسی میں سوار کر کے سونڈن (Swindon) بھجوا دیا۔

سونڈن (Swindon) پہنچ کر مجھے جماعت کی برکت کا صحیح معانی میں پتا چلا۔ ہم رات تین بجے پہنچے تھے لیکن ایک بیتابی اور پریشانی کا عالم تھا کہ گھر خیر کی خبر بھیج دیں اس لیے ہم رات بھر پاکستان اپنے والدین کو ایئر پورٹ کی کہانی سناتے رہے اتنے میں ناشتے کا وقت ہو گیا انگلینڈ میں پہلے ناشتے کے بعد ہم نے جماعت سے رابطہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہماری پیاری جماعت کے لیے ہی تو ہم سب چھوڑ کر آتے ہیں پھر ایک دن بھی جماعت سے ہمارا رابطہ نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

شام تک ہمارا جماعت سے رابطہ ہو گیا اور جماعت کی طرف سے قریب ہی رہنے والی ایک فیملی ہمیں ملنے کے لیے آئی۔ یہاں پر ہوئی پردیس آکر میری پہلے فرشتے سے ملاقات۔ پہلے دن ہی ملنے سے جس پیار اور خلوص سے وہ مجھے ملی، مجھے لگا جیسے میری کوئی پرانی سہیلی ہو۔

اس فرشتہ صفت انسان نے ملتے ہی ہمیں گھر کا بنا ہوا لذیذ کھانا دیا اور کہا جب کچھ دل کرے بتا دینا میں بھیج دوں گی۔ اسکے ان الفاظ نے میرے دل میں کیا ہی اپنائیت کی کیفیت بھر دی کہ میں بیان نہیں کر سکتی جبکہ سوچنے کو یہ کتنے معمولی سے الفاظ ہیں لیکن اس وقت یہ معمولی سے الفاظ بھی مجھے مرہم کی طرح لگ رہے تھے۔

اگلے دن تھکاوٹ اور گھبراہٹ کی وجہ سے میری طبیعت بہت خراب ہو رہی تھی۔ اس بات کی بھی پریشانی تھی کہ کسی ڈاکٹر کا علم نہیں ہے، پھر نئی جگہ، نئے لوگ، نیا ماحول، کیا کرنا ہے اور کہاں جانا ہے، کچھ بھی علم نہ ہونے کی پریشانی مجھے کھائے جا رہی تھی۔ اوپر سے سامان، جس کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا کہاں گیا ہے، کدھر ہے اور اسکو ہوٹل کیسے لانا ہے، اُسکی سخت فکر ہو رہی تھی۔ کیونکہ ہونے والے بچے کا اور میرا سب سامان اُسی میں تھا۔ اس سب پریشانی اور فکر میں میں کھانا نہ کھا سکی اور بس ایک سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کہ آگے کیا ہو گا؟ اتنے میں رات کے 8 بج گئے اور اب شدید بھوک لگ چکی تھی لیکن چونکہ غلطی میری اپنی تھی اس لیے شرمندگی سے میں چپ تھی۔ اچانک فون آتا ہے میرے شوہر کو کہ کیا آپ نیچے آ سکتے ہیں؟ میں آپ کے لیے کھانا لایا ہوں۔ مجھے آج بھی یاد ہے جو مجھے بے یقینی اور حیرانی ہوئی کھانا دیکھ کر۔ پورے لوازمات کے ساتھ حلیم اور روٹیاں میرے سامنے تھیں۔ مجھے لگا جیسے اللہ میرے کان میں کہہ رہا ہو کہ تم بولنے سے ڈر رہی تھی، لو میں نے تمہارے بن بولے ہی دے دیا اور مجھے احساس ہوا کیسے انسان بھی فرشتہ کی صورت بن سکتا ہے۔

اگلا پورا دن ہم ہوٹل کی سیکورٹی کو کہتے رہے کہ میری ڈاکٹر سے رجسٹریشن کروا دیں کیونکہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ مگر وہ کہتے رہے کہ ڈاکٹر خود آکر چیک کر کے رجسٹر کرے گا۔ چونکہ ہم واقف نہیں تھے اور نہ ہی جانتے تھے کہ ڈاکٹر خود نہیں آتا ہم ہوٹل سٹاف کے کہنے پر چپ ہو گئے۔ ہوٹل سٹاف نے ہمارا سامان تلاش کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا تھا۔ اسکی پریشانی الگ لگی ہوئی تھی۔ اسی پریشانی میں تیسرا دن ڈھل گیا۔ رات کو میری اچانک درد سے آنکھ کھلی۔ مجھے محسوس ہوا کہ تکلیف برداشت سے زیادہ ہے تو شوہر کو جگا کر بتایا۔ شوہر نے پہلے سیکورٹی کو کہا جنہوں نے ایمبولینس بلانے کو کہا۔ ایمبولینس کی آنے پر معلوم ہوا کہ میں رجسٹر نہیں ہوں۔ اللہ نے انکے دلوں میں ڈالا کہ مجھے ہسپتال لے جائیں اور وہ مجھے صرف اس وجہ سے لے گئے کہ میری رجسٹریشن ہو جائے کیونکہ انکے مطابق ابھی بچہ کی پیدائش کا کوئی امکان نہیں تھا اور یہ بات انہوں نے ہسپتال میں بھی بتا دی۔ اس لیے

ہسپتال والوں نے بھی ہمیں کہا کہ کیونکہ آپ لوگ آ گئے ہیں اور کوئی ڈاکٹر ڈسچارج کرنے کے لیے موجود نہیں ہے اس لیے آپ صبح فارغ ہوں گی اور ہمیں وارڈ میں بھیج دیا۔ یہ اللہ ہی کی کرنی تھی کیونکہ اس بات کے چار گھنٹوں کے اندر میرا بیٹا میرے ہاتھوں میں تھا۔

میرا بیٹا تو میرے ہاتھوں میں تھا مگر جب نرس نے کہا کہ آپ اسکو پہنانے کے لیے کپڑے لا دیں۔ تو میرا دل چاہا کہ میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑوں۔ کتنے ارمانوں سے میں نے اپنے بچے کے کپڑے خریدے تھے جو سب شاید گم ہو چکے تھے۔ میری کیفیت دیکھ کر نرس نے پوچھا تو میں نے اسے سب ماجرا بتایا۔ اس نے مجھے دلاسا دیا اور چلی گئی۔

ہم نے سوچا جب تک دکانیں نہیں کھلتیں بیٹے کو ہسپتال کی چادر میں لپیٹے رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ کچھ ہی دیر بعد نرس واپس آ گئی اور ایک تھیلا بالکل نئے کپڑوں سے بھرا ہوا لے آئی۔ اور ساتھ ہی ایک کاغذ دیا جس پر اس نے خود وہ جگہیں لکھی تھیں جہاں سے بچے کی باقی چیزیں مل سکتی تھیں۔ وہ نرس بھی ہمارے لیے کسی فرشتے سے کم نہیں تھی۔ اس نرس نے صرف اس بنا پر ہماری مدد کی کیونکہ میں اسکو پریشان نظر آئی اور اس نے میری پریشانی دور کرنی چاہی۔ شاید اس نرس نے یہ بات دوسروں کو بھی بتائی اور ایک گھنٹے کے اندر مجھے بہت ساری نرسز ایک ایک کر کے ملنے کے لیے آئیں اور سب کی سب میرے اور میرے بیٹے کی لیے کپڑے اور گفٹ بیگ لیکر آئیں۔ ایک گھنٹے میں میرے پاس اتنا سامان ہو گیا کہ میرا بیڈ آدھے سے زیادہ بھر گیا۔ اور میرے اللہ نے پھر میرے دل میں ڈالا کہ تمہیں اتنی سی پریشانی تھی؟ یہ لو۔ وہ سب بھی دیا جو تم نے سوچا بھی نہیں تھا۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور بیٹے کو کپڑے پہنائے۔ میری آنکھوں میں میرا بیٹا اس وقت بہت ہی پیارا لگ رہا تھا تو میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا، کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم سے کوئی رشتہ دار بھی ملنے آ جاتا؟ لیکن یہ بات میں بھی جانتی تھی اور میرے شوہر بھی کہ ہم دونوں کے رشتہ دار بہت دور رہتے ہیں اور انکا آنا بہت مشکل ہے۔ پر میرا دل، جو اس وقت حسّاس تھا، بہت جی چاہا کہ کوئی اپنا مجھے ملنے آئے، اللہ نے ہمیں اتنی بڑی خوشی دی ہے، ہماری پہلی اولاد پیدا ہوئی ہے، لیکن میں جانتی تھی کہ یہ ممکن نہیں۔ پر میرے اللہ نے کہا، تو کچھ نہیں جانتی اور میں سب جانتا ہوں!

کیونکہ اسی لمحے ایک ڈاکٹر اپنے ہاتھ میں تحفے لیے ہوئے آئیں اور مجھے آ کر کہا، کیا آپ حانیہ ہیں؟ میں نے کہا جی، آپ کون ہیں؟ اور وہ کہنے لگیں کہ میں آپ کی رشتہ دار ہوں۔ اللہ اللہ! میں بیشک تیری کس کس نعمت کو جھٹلا سکتی ہوں؟ اور یوں میری ایک اور فرشتے سے ملاقات ہو گئی۔ آپ یقین کریں اس میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہم جیسوں کو بھی اس طرح کے ایمان افروز تجربات کا ذائقہ چکھاتا ہے جو پھر ہمیں یقین میں بڑھاتا بھی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا بے شمار فضل کرے جن فرشتوں کو اللہ نے انسان کے روپ میں میری مدد کو بھیجا۔ آمین۔

سیر وافی الارض (کاشفہ بدر۔Cheam)

دبئی کی سیر اور دلکش یادیں

جونہی لندن کے درجہ حرارت میں کچھ کمی آنے لگی اور نزلہ، زکام اور کھانسی نے ہماری طرف رُخ کیا، ہم نے کسی گرم ملک کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ میں، میری کزن اور ایک سہیلی نے پروگرام بنانا شروع کیا۔ ایسے میں ہمارے کانوں میں ایک ہی آواز گونجی "حبیبی کم ٹو دبئی"۔ فلائٹس اور ہوٹلوں کی قیمت جاننے پر علم ہوا کہ نومبر اس لحاظ سے بہترین وقت ہے اور موسم بھی قابلِ برداشت رہتا ہے۔ بس پھر کیا تھا 14 نومبر کی رات ہم دبئی کے لئے روانہ ہوگئے۔

دبئی ایئرپورٹ پر پہنچ کر ہمیں شک ہوا کہ کہیں ہم نے غلطی سے پاکستان کی فلائٹ تو نہیں بُک کروالی تھی؟ ہر طرف پاکستانی سٹاف اور اردو بولنے والے دیکھ کر ہمیں تو بہت اپنائیت محسوس ہوئی۔ ایئرپورٹ پر ہمیں مفت دبئی کے سم کارڈ دیے گئے جس میں 1 گیگابائٹ انٹرنیٹ بھی موجود تھا۔ یہ جان کر تو ہماری باچھیں ہی کھل گئیں۔

ایئرپورٹ سے نکلتے ہی سامنے میٹرو اسٹیشن تھا جہاں سے ہم نے "نول" کارڈ بنوائے۔ ایک ہفتے کا پاس 110 درہم میں بنتا ہے جو بے شمار بسوں اور میٹرو میں چلتا ہے۔ ہم سیدھا بنیاس اسٹیشن پہنچے جہاں ہمارا ہوٹل بُک تھا، وہاں جاکر تو ہم حیران ہی رہ گئے۔ ہمیں پھر سے گماں ہوا کہ ہم کراچی میں اپنے واٹر پمپ آگئے ہیں۔ سفر کی تھکان سے چور ہم جلد ہی سو گئے۔ اور اُٹھ کر آس پاس کھانے پینے کی جگہیں تلاش کیں اور ایک مصری ہوٹل کا رُخ کیا۔ ہم نے کھانا تین لوگوں کا آرڈر کیا تھا مگر انہوں نے تو ہمارے سامنے دستر خوان ہی بچھا دیا۔ پھر پتہ چلا کہ دبئی کے لوگ کتنے خوش خوراک ہوتے ہیں۔ اس سے ہم نے یہ سبق سیکھا کہ آئندہ دو ہی لوگوں کا کھانا آرڈر کیا جائے۔ یہاں کا کھانا بہت مزیدار تھا مگر مصالحہ دار نہ تھا اور ہم ٹھہرے مرچ مصالحوں کے شوقین۔ اس لئے دوبارہ وہاں کا رُخ نہ کیا۔

پھر ہم نے گوگل سے دبئی میں رات کے وقت دیکھنے کی جگہیں پوچھیں تو گوگل صاحب نے گلو گارڈن جانے کا مشورہ دیا، وہاں پہنچ کر کافی مایوسی ہوئی، اس سے اچھی لائٹیں تو ہم پاکستان کے ٹی گراونڈ کے میلے میں چھوڑ آتے تھے۔ وہاں سے ہم بحر السوق پہنچے۔ کیونکہ ہمارے ذرائع کے مطابق دبئی فاؤنٹین کا بہترین منظر وہاں سے ہی نظر آتا ہے۔ اور ہمارے ذرائع کی اطلاع بالکل درست ثابت ہوئی۔

وہاں پہنچ کر یوں محسوس ہوا کہ ہم کسی الف لیلوی داستان میں آ گئے ہیں۔ خوبصورت ریسٹورانٹس مدھم روشنی سے جگمگاتے بہت بھلے دکھائی دے رہے تھے۔ ہمارا بھی دل چاہا کہ وہاں بیٹھ کر چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے فاؤنٹین شو سے لطف اندوز ہوں مگر ہمارا ٹیکسی والا ہمیں پہلے ہی تنبیہہ کر چکا تھا کہ وہاں سے کچھ لینے کی جسارت نہ کریں۔

پھر فاؤنٹین شو شروع ہوا جو انتہائی مسحور کُن تھا۔ موسیقی کی دھن پر محوِ رقص پانی پیچھے کھڑی برج خلیفہ کی عمارت کو اور بھی دلکش اور حسین بنا رہا تھا اور جب موسیقی تیز ہوتی تو یوں معلوم ہوتا جیسے یہ ٹھاٹھیں مارتا پانی پیچھے کھڑی عمارت کی بلندیوں تک رسائی چاہ رہا ہے۔ میں نے اس نظارے کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرنا چاہا مگر کچھ ہی لمحوں میں کیمرا بند کر دیا کیوں کہ کچھ مناظر صرف انسانی آنکھ کے لئے ہوتے ہیں اور کیمرے کی آنکھ ان سے انصاف کرنے سے یقیناً قاصر ہوتی ہے۔ فاؤنٹین شو سے محظوظ ہونے کے بعد ہم دبئی مال چلے گئے۔ لیکن جلد ہی ہماری ہمتیں جواب دے گئیں اور ہم نے روانگی کی راہ لی۔

اگلے دن اذان کی آواز سے ہماری آنکھ کھلی اور جلدی اُٹھنے پر خود کو داد دی لیکن موبائل دیکھا تو معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ گھبرا کر اُٹھے نماز پڑھی اور پرانے دبئی کا رُخ کیا۔ وہاں کچھ دکانیں دیکھیں جہاں اپنے پاکستانی اور انڈین بھائی سیاحوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے۔ ہمیں یہ بھی انکشاف ہوا کہ اجرک اور شالیں بھی اماراتی ثقافت کا حصہ ہیں اور سیاح بہت خوشی سے انہیں خرید رہے ہیں۔ آگے آپ خود سمجھ دار ہیں سمجھ جائیں۔

صبح کے بھوکے ہم پہنچے عریبین ٹی ہاوس جو کہ خالص اماراتی کھانوں کا مرکز جانا جاتا ہے۔ جب کہ مینو پر مصری ناشتہ، عربی ناشتہ اور ایک اماراتی ناشتہ دیکھ کر ہم نے سوچا کہ کیا واقعی کوئی کھانا اُنکی خاصیت ہے بھی کہ نہیں؟ بہر حال یہاں کی سروس بہت شاندار تھی اور جگہ بھی خوبصورت تھی اور ظاہر ہے قیمتیں بھی، کھانا جلدی جلدی کھایا کیونکہ سکائی آبزرویٹری میں ہماری بکنگ تھی۔ وہاں غروب آفتاب کے وقت گلاس سلائڈ سے محظوظ ہوئے اور رات میں جگمگاتے دبئی اور برج خلیفہ کے مناظر دیکھے۔ وہاں سکائی واک پر اونچائی سے قدموں تلے پورا شہر گردش کرتے دیکھنے پر ڈر بھی لگا اور مزا بھی بہت آیا۔ اتنی بلندی سے صاف شفاف گلاس پر چل کر معلوم ہوا کہ ساتویں آسمان پر ہونا کسے کہتے ہیں۔ بار بار چلنے کے باوجود، ہر قدم پر ہمارے قدم لڑکھڑا ہی رہے تھے اور یوں لگتا تھا کہ گویا پیروں تلے زمین نہیں، اور وہ بھی حقیقتاً۔

اگلے دن ہم پہنچے جمیرا بیچ پر جہاں ہم نے کروز بوفے بُک کروا رکھا تھا۔ اور غروب آفتاب ہم نے سمندر میں چاروں طرف بلند عمارات کے بیچ ایک پُر سکون کروز میں کیا۔ جس کا کھانا تو انتہائی پھیکا اور بے ذائقہ تھا مگر قیمت وصول کرنے کے لئے ہم نے بھرپور انصاف کیا۔

جمعہ کا آغاز ہم نے بعد نمازِ ظہر پالم اٹلانٹس سے کیا، جو کہ انتہائی دلکش شاپنگ مال ہے جہاں پر ہر چیز چار گناہ داموں میں با آسانی دستیاب ہوتی ہے۔ پھر ہم نے مونوریل ٹرام کے ذریعہ جمیرا بیچ کے نظارے دیکھے جو میری نظر میں بس ٹک ٹاک کی مچائی ہوئی دھوم ہی تھی۔ پھر ہم پہنچے دبئی مال اور ونڈو شاپنگ کی کیونکہ ہر چیز یو کے کی نسبت مہنگی تھی۔ پھر ہم پہنچ گئے مال کے بیچوں بیچ موجود اقواریم (aquarium) میں۔ مجھے ذاتی طور سے مچھلیوں میں کچھ خاص دلچسپی نہیں تھی تو میں نے بس اُن کے ساتھ سیلفی لینے پر ہی اکتفا کیا۔ مگر مچھلیوں نے بھی کیمرے سے بے رُخی برتتے ہوئے اونچائی کی طرف تیرنے کا فیصلہ کیا۔ دبئی مال فوڈ کورٹ میں پیٹ پوجا کے بعد وقت ہوا ہماری برج خلیفہ کی بکنگ کا جس کے لئے ہم بہت ہی بے تاب تھے۔ برج خلیفہ دنیا کی بلند ترین عمارت ہے جس کی اونچائی 828 میٹر ہے اور کل 160 منزلوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تعمیر میں 6 سال کا طویل عرصہ لگا۔ جیسے ہی اُوپر پہنچے بھیڑ دیکھ کر کافی مایوسی ہوئی۔ لوگ تصاویر لینے کے لئے قطاریں بنائے ہوئے تھے اور دن کے وقت تصویریں بھی اچھی نہیں آئیں، مناظر کی بات کریں تو برج خلیفہ کو صرف بلندی کا ہی اعزاز حاصل ہے، ایک تو اتنی اونچائی سے آس پاس کی عمارتیں بہت چھوٹی نظر آتی ہیں اور زیادہ صحرا ہی دکھائی دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ چاروں طرف سے شیشے میں بند اور اس پر بہت کچھ لکھا ہونے کی وجہ سے باہر کے منظر کی تصویریں بھی اچھی نہیں آتیں۔ ذاتی طور پر مجھے سکائی آبزرویٹری کے مناظر زیادہ پسند آئے اور جیب پر بھی ہلکے پڑے۔ پھر ہم روانہ ہوئے ایک فلسطینی ریسٹورانٹ کی طرف جہاں نہایت لذیذ فلسطینی کھانا کھایا اور دل ہی دل میں اپنے مصیبت زدہ فلسطینی بہن بھائیوں کے لئے بہت سی دُعا بھی کی۔

ہفتے کا دن ہم نے خوب آرام کرنے کے بعد لوکل مارکیٹ کا رُخ کیا وہاں سے عطر، عبایہ اور کھجوریں وغیرہ خریدیں اور رُخ کیا چکا چوند کر دینے والی گولڈ سوق کا۔ وہاں جا کر تو جیسے ہماری آنکھیں ہی چندھیا گئیں! سونے کے اسکارف، لباس، یہاں تک کہ سونے سے بنا سمارٹ فون بھی وہاں دستیاب تھا۔ سونے سے بنے سووئنیر دیکھ کر ہم سوچ میں پڑ گئے کہ کون خریدتا ہوگا یہ سب؟ مگر بقول دکانداروں کے، جو دِکھتا ہے وہ سب بکتا ہے۔ اگر آپ کو خریداری کرنی ہو تو میرا مشورہ ہے کہ دبئی مال اور دیگر مالز کے بجائے، دیرا، بَر دبئی اور الفہیدی جیسی مارکیٹس جائیں آپ کو قیمتوں میں زمین آسمان کا فرق دکھائی دے گا۔ کھانے پینے کے لئے بھی یہاں بہت عمدہ پاکستانی، انڈین اور افغانی ریسٹورانٹ موجود ہیں جہاں سستا اور عمدہ کھانا دستیاب ہے۔

کون کہتا ہے کہ خواتین شاپنگ کر کے تھکتی نہیں ہیں، ہم تو تھکن سے نڈھال ہو چکے تھے اس لیے سیدھا اپنے ہوٹل کا رُخ کیا۔ اگلے دن ہم نے پھر جمیرا بیچ کی طرف رُخ کیا اور دھوپ اور سمندر کی لہروں سے محظوظ ہوتے ہوئے غروبِ آفتاب کے مناظر دیکھے۔ میری سہلی مجھے نولیج ویلج لے گئی جہاں اس نے مجھے اپنی یونیورسٹی دکھائی، جونہی رات ہونے لگی سردی بڑھنے لگی تو ہم نے اپنے ہوٹل کا رُخ کر لیا۔

اگلے دن باری تھی مرکل گارڈن کی جہاں جانے کے لئے میں بہت ہی بیتاب تھی۔ قدرت کا یہ غیر قدرتی نظارہ دیکھ کر میں حیران رہ گئی، ہر چیز پھولوں سے زیبا تھی اور جدھر دیکھیں رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے۔ پھولوں سے بنا محل، پھولوں سے لدا ہوا جہاز اور پھولوں اور چھتریوں سے سجی راہداریاں، یہ سب آنکھوں کے لئے بہت فرحت بخش مناظر پیش کر رہے تھے۔ وہاں سے کہیں اور جانے کو دل نہیں مان رہا تھا مگر گلوبل ولیج بھی ہمارا منتظر تھا۔ وہاں طرح طرح کی ثقافتیں اور مختلف ممالک کے کھانوں سے لطف اندوز ہوئے یہ ایک بہت ہی منفرد تجربہ تھا۔ لیکن چل چل کر ہمارے پاؤں شل ہو گئے۔ میری رائے ہے کہ اس جگہ کے لئے ایک الگ دن مخصوص کر کے جائیں اور اپنے سب سے پسندیدہ اور آرام دہ جوتوں کیساتھ جائیں۔

اب آچکا ہے دُبئی میں ہمارا آخری دن اور اس دن کے لئے ہم نے بُک کر رکھا تھا ڈیزرٹ سفاری۔ دوپہر ایک لوکل پاکستانی ریسٹورانٹ سے چائے پراٹھا کباب کھانے کے بعد ہمیں ہمارے ہوٹل سے لینے ایک اماراتی لباس میں ملبوس ڈرائیور آیا ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ آخر کوئی تو اماراتی ملا ہمیں۔ دورانِ سفر ٹیلیفون پر اُس کی کسی سے بات چیت سنتے ہوئے یہ خوش فہمی بھی دور ہو گئی کیونکہ وہ تو اپنے افغانی بھائی تھے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ ہم نے پورے سفر میں ایک بھی اماراتی سے ملاقات نہیں کی تھی۔ پوچھنے پر یہ بات کنفرم بھی ہو گئی۔ بقول ہمارے ڈرائیور کے، یہاں صرف 13 فی صد اماراتی آبادی ہے باقی سب دوسرے ممالک کے شہری ہیں۔

خیر ایک گھنٹے کی مسافت طے کر کے ہم صحرا میں پہنچے، جہاں قواڈ بائکنگ (quad biking) کی، پھر ریت کے اُونچے نیچے ٹیلوں پر کمال مہارت سے ہمارے ڈرائیور نے جیپ چلائی اور ہماری کمر کے مہرے اِدھر سے اُدھر ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے صحرا میں اُونٹ کی سواری کی اور ایک کیمپ میں بوفے کا لطف اُٹھایا۔ ساتھ ہی دلچسپ کرتب بھی تھے۔ اور یوں ہمارا آخری دن دبئی کا اختتام کو پہنچا اور ہم علی الصبح واپس لندن کے لئے روانہ ہو گئے۔

جاننا اچھا ہے!

(امتہ الحی خالد۔Scunthorpe)

سوال: عورت نبی / امام کیوں نہیں بن سکتی؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ عورتیں عورتوں کی امام بن سکتی ہیں مردوں کی نہیں بن سکتیں۔ یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر ہم پکّے مسلمان ہیں، قرآن اور سنّت پر عمل کرنے والے ہیں، آپؐ کی باتوں کو ماننے والے ہیں تو پھر ہمیں وہی کرنا چاہیے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور انھوں نے یہ فرمایا کہ مرد امام بنے گا اور اگر عورتیں ہوں اور ایسی مجبوری ہو تو عورت امام بن سکتی ہے۔ جہاں عورتیں ہوں صرف۔

Source: Youtube Channel MTA online 1
Topic : Can a woman become an Imam
4th January 2022
https://www.youtube.com/watch?v=dHPveSkhe2o

ایک اور سوال وجواب کی محفل میں حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
امام مستقل بھی تو ہونا چاہیے۔ عورت مستقل امامت نہیں کرواسکتی۔ بعض دن ایسے آتے ہیں کہ اس کو نمازوں سے چھوٹ مل جاتی ہے۔ اس لیے ایک تو یہ وجہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بے حیائی، جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جو بے حیائی ہے وہ مردوں کے ذہنوں میں جلدی آتی ہے۔ اس لیے ساتھ بھی نہیں کھڑے ہونا، بلکہ پیچھے کھڑے ہونا ہے۔

Source Youtube Channel Waqfe Nau Canada
Topic: Why women cannot lead prayers
February 2105 13
https://youtu.be/w8dAeeSc0xY?si=TmZQmPI6A47b459P

سوال: عورت اور مرد آپس میں ہاتھ کیوں نہیں ملا سکتے؟

جواب: عورتوں اور مردوں میں آپس میں ہاتھ ملانا بھی پردہ کی تعلیم کی نفی کرنے میں آتا ہے۔ اس بارے میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: "جو logic حجاب کے متعلّق ہے وہی logic مردوں سے ہاتھ نہ ملانے میں بھی ہے۔ یعنی اگر آپ کسی غیر محرم کی آنکھوں سے بچتی ہیں تو اس کے ہاتھوں سے کیوں نہیں۔"

(طالبات کے ساتھ نشست 26 جون 2012 بمقام واشنگٹن، امریکہ۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 17 اگست 2012)

واقفاتِ نَو جرمنی کے ساتھ ہونے والی ایک سوال و جواب کی مجلس میں مَردوں سے ہاتھ ملانے کے بارے میں ایک واقفۂ نو نے سوال کیا کہ میں یہاں ایک ادارے میں گئی تھی جہاں ایک مرد بیٹھا ہوا تھا اور جس نے سلام کے لیے ہاتھ آگے کر دیا۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: "میرے ساتھ بھی ایک آدھ دفعہ ایسا ہوا ہے اور میں تو یہی کرتا ہوں کہ آگے تھوڑا جھک جاتا ہوں جس سے اگلے بندے کو سمجھ آجاتی ہے۔ یہ تو آپ نے اپنے آپ کو خود بچانا ہے۔ اگر معاشرہ سے ڈرتی ہیں تو پھر کچھ نہیں ہو گا۔ دو چار مرتبہ ایسا کریں گی اور اگلے کو بتا دیں گی کہ میرا مذہب مجھے یہ کہتا ہے کہ مردوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملانا تو وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔"

(کتاب "پردہ" از حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، صفحہ نمبر 54)

سوال: عورتوں اور مَردوں کی مجالس علیحدہ کیوں ہونی چاہییں؟

اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے نہایت پُر حکمت نصیحت یوں فرمائی: "اگر آپ برقع پہن کر مردوں کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیں، مَردوں سے مصافحہ کرنا شروع کر دیں تو پردہ کا تو مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پردہ کا مقصد تو یہ ہے کہ نامحرم مرد اور عورت آپس میں کھلے طور پر میل جول نہ کریں، آپس میں نہ ملیں، دونوں کی جگہیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اگر آپ اپنی سہیلی کے گھر جا کر اس کے خاوند یا بھائیوں یا رشتہ داروں سے آزادانہ ماحول میں بیٹھی ہیں۔ چاہے منہ کو ڈھانک کے بیٹھی ہوتی ہیں یا منہ ڈھانک کر کسی سے ہاتھ ملا رہی ہیں تو یہ تو پردہ نہیں ہے۔ جو پردے کی غرض ہے وہ تو یہی ہے کہ نامحرم مَرد عورتوں میں نہ آئے اور عورتیں نامحرم مَردوں کے سامنے نہ جائیں۔ ہر ایک کی مجلسیں علیحدہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ بھی حکم ہے کہ بعض ایسی عورتوں سے جو بازاری قسم کی ہوں یا خیالات کو گندہ کرنے والی ہوں، ان سے بھی پردہ کرو۔ ان سے بھی بچنے کا حکم ہے۔ اس لیے احتیاط کریں اور ایسی مجلسوں سے بچیں۔"

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 31 / جولائی 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 23 / ستمبر 2005ء)

نظم

تعلق کی نئی اک رسم اب ایجاد کرتے ہیں
نا اس کو بھولتے ہیں اور نا اس کو یاد کرتے ہیں

یہیں کعبہ، یہیں دیر و حرم اپنا بناتے ہیں
نئی جنت اسی دنیا میں ہم آباد کرتے ہیں

لباس کاغذی کو زیب تن کر کے جو نکلے ہو
پتہ ہے نا اسے کیسے شرر برباد کرتے ہیں

ہماری روح تک کو بھا گئی ہے قید الفت کی
اسے دنیا کی ہر چاہت سے ہم آزاد کرتے

زمانہ بے وفاؤں کا ہے شبرہ اس لیے سن لو
جو نکلے باوفا اس کو کہاں کب یاد کرتے ہیں

(شبرہ مریم خان۔ Hounslow North)

مسکرانا چاہیے (چٹکلے) (حبہ باقی۔Reading)

سچائی کا سامنا مشکل ہے

آپ خود کو کس قِسم میں شمار کرتے ہیں؟
واک کرنے والی قِسم
یا
کل سے واک کرنے والی قِسم۔

ٹھنڈ کا کامیاب علاج

مریض: ڈاکٹر مجھے ٹھنڈ لگتی ہے
ڈاکٹر: کم یا زیادہ
مریض: زیادہ
ڈاکٹر: لو میں نے آپ کو دو سویٹر لکھ دیے ہیں

اگر آپ موٹے ہیں تو صوفے سے اُٹھتے رہا کریں۔ اُس نے بھی سانس لینی ہوتی ہے۔

تصویر اچھی نہ آئے تو پہلا قصور کیمرے کا ہوتا ہے، دوسرا بیک گراؤنڈ کا اور تیسرا لینے والے کا۔ اپنی شکل پہ تو شک کرنا گناہ ہے۔

بوجھو تو جانیں!

- اس شمارہ میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کا کونسا خطاب شامل کیا گیا ہے؟
- نظم "سرائے خام" کس نے لکھی ہے؟
- شعر پورا کریں: وہ رحمتِ عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
- دبئی میں بسوں اور ٹرین پر سفر کرنے کے لیے کونسا کارڈ بنتا ہے؟

دلچسپ کتاب:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ

قارئین کے لیے ایک کتاب کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ کی سیرت و سوانح پر ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بحیثیت بیٹی، بیوی اور ماں کے ایک قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

اس شمارہ میں استعمال شدہ مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	صفحہ نمبر	معنی	الفاظ	صفحہ نمبر	معنی
نام نہاد	04	کہنے کو۔ برائے نام	بھلے مانس	13	معصوم
سموئی ہوئی	05	اعتدال والی	حرص و آز	15	لالچ
نہج	06	طریقہ	غصب	16	ناجائز قبضہ کرنا
استہزا	06	ہنسی اڑانا	ضابطہ حیات	20	زندگی گذارنے کا طریقہ
اخلاق فاضلہ	07	اچھی عادتیں	حلاوت	20	مٹھاس، آرام، سکھ
تہدید	10	دھمکی، ڈرانا	تجدید	24	نئے سرے سے کام شروع کرنا
تازیانہ	10	چابک	التزام	25	کسی بات کو لازم کرلینا

لجنہ کیلنڈر 2024

JANUARY

FEBRUARY

Lajna & Nasirat Taleem/Tarbiyyat Class Scotland Sunday 4th Feb 2024

Volleyball Tournament Tahir Hall, Noor Hall Saturday 17th Feb-Sunday 18th Feb 2024 (setup on Friday 16th Feb)

MARCH

Lajna & Nasirat National Taleem/Tarbiyyat Class Tahir Hall, Nasir Hall Saturday 2nd & Sunday 3rd March 2024 (Set-up on Fri 1stMarch)

APRIL

Lajna & Nasirat Taleem/Tarbiyyat Class Midlands Saturday 20th April 2024

Lajna & Nasirat Taleem/Tarbiyyat Class North East Saturday 27th April 2024

Lajna & Nasirat Taleem/Tarbiyyat Class North West & Yorkshire Sunday 28th April 2024

MAY

Lajna Handicraft and industry Day Tahir Hall, Nasir Hall Saturday 11th May 2024(setup on Fri 10th May)

Lajna Imaillah National Sports Day Kingsmeadow Saturday 18th May 2024

JUNE

Lajna Jalsa Meeting TBC TBC

Lajna Peace Symposium Tahir Hall, Nasir Hall Saturday 22nd June 2024 (setup on Friday 21st June)

Badminton Tournament North East (venue TBC) Saturday 29th June 2024

JULY

AUGUST

Lajna Imaillah UK AMWSA Event Tahir Hall & Nasir Hall Saturday 25th August 2024

SEPTEMBER

Lajna Imaillah & Nasirat National Ijtema TBC TBC

OCTOBER

Lajna Imaillah UK Shura Set-up Baitul Futuh – all complex Friday 11th October 2024

Lajna Imaillah UK Shura Baitul Futuh – all complex Saturday 12th October 2024 & Sunday 13th October 2024

Lajna Umoore Talibaat Seminar Tahir Hall, Noor Hall Sunday 27th October 2024

NOVEMBER

Lajna Imaillah UK Refresher Course for Office Bearers Baitul Futuh – all complex Saturday 9th & Sunday 10th November 2024 (setup Friday 8th Nov)

DECEMBER

اعلان برائے
داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے 2024ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) 03اور04 جولائی 2024ء کو انشاء اللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

تعلیمی معیار

جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ کیلئے درخواست دہندگان میں سے A-Levels کا فائنل امتحان پاس کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔
درخواست دہندہ کیلئے A-Levels کے فائنل امتحان میں کم از کم تین مضامین میں B گریڈ اور جی سی ایس ای (GCSE) کے مضامین میں 8 اور 9 گریڈ ہونا ضروری ہے۔ BTEC کے طریق تعلیم میں پاس کیا ہوا امتحان جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ کیلئے قابل قبول نہیں ہوگا۔

عمر

جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 19 سال ہونی چاہیئے۔

میڈیکل سرٹیفکیٹ

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے میڈیکل سرٹیفکیٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونا چاہیئے۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ، کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عام و دینی معلومات کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ ان چیزوں میں بھی اس کا مناسب حد تک علمی رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ، کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عام و دینی معلومات کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ ان چیزوں میں بھی اس کا مناسب حد تک علمی رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دینے کا طریق

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہو گی، نامکمل درخواست پر کارروائی نہیں کی جائے گی:-

۱۔ درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔
۲۔ درخواست دہندہ کی صحت کی بابت میڈیکل سرٹیفیکیٹ (بزبان انگریزی)۔
۳۔ جی سی ایس ای / اے لیولز کے سرٹیفیکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔
۴۔ پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔
۵۔ درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔
۶۔ درخواست دہندہ کے برتھ سرٹیفیکیٹ کی مصدقہ نقل۔

متفرق ہدایات

۱۔ درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔
۲۔ مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 مئی 2024ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔

۳۔ جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:-

Jamia Ahmadiyya UK
Branksome Place
Hindhead Road
Haslemere
GU27 3PN

Tel:+44(0)1428647170
1428647173(0)44+
Mob:+44(0)7988461368
Fax:+44(0)1428647188

۴۔ رابطہ کیلئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔
(پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے)